خزینۂ تصوّف

مسمّٰی بہ

رہبرِ طریقت

خواجہ سیّد حاجی بابا نوُران شاہؒ نورانی راجوُوی

مصنّف

سیّد حیدر شاہ غالبؔ

نوُرپور سیّداں سوہاوہ ضلع جہلم (پاکستان)

حُبِّ درویشاں کلیدِ جنّت است دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

خزینۂ تصوّف

مسمّٰی بہ

رہبرِ طریقت

سوانح حیاتِ پیرِ طریقت، مظہرِ حقیقت، آفتابِ شریعت، غوثِ دوراں

اعلیٰ حضرت خواجہ سیّد حاجی بابا نوران شاہ رح نورانی راجوروی

مصنّفہ

سیّد حیدر شاہ غالب

خاکپائے اولیا نورپور سیداں، سوہاوہ ضلع جہلم پاکستان



غوثِ دوراں، پیرِ طریقت حضرت بابا سیّد نوراں شاہ رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام جہاندارِ جان آفرین

کسے معلوم تھا کہ قطب العارفین، سراج السالکین، فنافی اللہ وفنافی الرسولؐ حضرت حاجی باباؒ کی نورانی حیاتِ مقدس پر اس قدر جامع و مبسوط کتاب لکھی جائے گی۔ راقم الحروف نے حضرت قبلہ حاجی بابا نور اللہ مرقدہٗ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل کتاب رہبرِ طریقت مصنفہ الحاج سیّد حیدر شاہ غالبؔ کا پوری توجہ اور انہماک سے مطالعہ کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ مصنف نے جس کاوش اور محنتِ شاقہ سے "رہبرِ طریقت" کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے یہ انہی کی ہمت اور عزمِ صمیم ہے۔ میں یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ قبلہ عالم حضرت حاجی بابا صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی خصوصی توجہ اور فیضانِ نظر کا یہ نتیجہ ہے کہ غالبؔ صاحب نے حضرت صاحب کی زندگی کے ایسے روپوش حالات کی نشاندہی کی ہے جو شاید ان کے بغیر کسی قریب ترین فرد کو بھی معلوم نہ تھے۔ مصنف نے نہ صرف حالاتِ زندگی کو قلمبند کیا ہے بلکہ بیعت و طریقت کی اصلیت اور ماخذ کو ثبوتِ نص واحادیث اور آثارِ صحابہؓ سے اس طرح ثابت کیا ہے کہ کسی کو انحراف کا یارا نہیں یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔

خصوصاً بیعت کے مسائل کو بڑی بالغ نظری اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ آسان اور واضح کلام کے ذریعے محب صادق کے لیے سرمایۂ تصوف مہیا کیا ہے۔ کتاب کا مطالعہ کرنے سے مجھے غالب صاحب کی اعلیٰ صلاحیتوں اور فنِ تصنیف و تالیف کا پہلی بار درست اندازہ ہوا ہے۔ قبلہ مخدوم وممدوح کے خلفاء و اولاد کا تذکرہ مختصر مگر جامع ہے۔ سب سے زیادہ جس چیز نے مجھے زیادہ متاثر کیا ہے وہ حضرت صاحب کا سفرِ سعادت جو انتہائی پُرخطر

حالات میں اختیار کیا گیا تھا۔ جبکہ پیدل سفر اور مصائب و آلام کا قدم قدم پر سدِ سکندری بننا، رفیقِ سفر کا نہ ہونا، زادِ راہ مفقود، راستوں سے نا آشنا ہونا یہ سارے اسباب ایسے تھے کہ عام حالات میں بڑے سے بڑے مقصد کے حصول کے لیے بھی کوئی آدمی کمر نہیں باندھ سکتا تھا۔ لیکن جو لوگ راہِ خدا میں محوِ سفر ہوتے ہیں ان کی حفاظت بھی وہ اپنے ذمے لیتا ہے "رہبر کامل" کی جتنی بھی تعریف کی جائے۔ آفرین ہے غالب صاحب کی بلند ہمتی پر کہ انہوں نے انتہائی مشکل اور اہم کام کو بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا ہے۔ اگرچہ اور بھی کتابچے اس موضوع پر مختلف صاحبان نے لکھے ہیں لیکن ان کی حیثیت سوانح عمری سے بہت کم ہے۔

"رہبر طریقت" قبلہ حضرت حاجی باباؒ کی مکمل اور معتبر سوانح حیات ہے۔ ایسی پرکشش کتاب کا اس پُرفتن دور میں طالبانِ حق تک پہنچنا ایک غیر مترقبہ نعمت ہے۔ خصوصاً ایسے عقیدتمندوں کے لیے مشعلِ راہ ہے جو قبلہ بابا صاحب سے مستفید ہو چکے ہیں یعنی حلقہ مریدین کے لیے تو آبِ حیات اور لازوال نعمت ہے۔

میری دُعا ہے کہ خداوند کریم غالب صاحب کی اس سعیٔ جمیلہ کو آلِ عبا کے صدقے میں شرفِ قبولیت بخشے اور غالب صاحب آئندہ بھی ایسے ہی کارہائے نمایاں سرانجام دیتے رہیں۔ آمین یا رب العالمین۔

راقم الحروف

سید محمد یعقوب شاہ حیدری

(فاضل عربی، اردو، فارسی)

کشمیر کالونی۔ جہلم۔ پاکستان

المرقوم ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ بمطابق

۲۶ نومبر ۱۹۸۵ء

حرفِ آغاز

ایک عرصہ سے پیرِ طریقت حضرت حاجی بابا سیّد نوران شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی شائع کرنے کا ارادہ تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے اپنا کرم فرمایا اور اس طرح میری دیرینہ آرزو پوری ہوئی۔ چنانچہ میں حضرت حاجی بابا علیہ رحمۃ کی سوانح حیات ترتیب دے کر قارئین کرام کی نذر کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ میری یہ کوشش ہوگی کہ حقائق و واقعات کی روشنی میں حضرت قبلہ کے حالاتِ زندگی بیان کروں۔ تاہم اگر سہواً کوئی غلطی ہو جائے یا کوئی اہم واقعہ درج ہونے سے رہ جائے تو نشاندہی ہونے پر آئندہ ایڈیشن میں اس کمی کو پورا کیا جائے گا۔

مجھے اپنی تنگ دامانی کا احساس ہے۔ پھر قلم ایک مقدس امانت ہے اور اس کا تقدس ہر حالت میں قائم رہنا چاہیئے۔ تاریخ کا ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے میری خواہش اُمتِ مسلمہ کے درمیان پیدا کردہ بے مقصد کشمکش اور اختلافات سے ہٹ کر فقط اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضور نبی اکرم علیہ السلام کی خوشنودی کی خاطر فقط اولیاء اللہ کی صفات بیان کرنا مقصود ہے۔ اس لیے کہ ربِّ کریم تک پہنچنے کا یہی واحد راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:- اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ مولانا رُوم فرماتے ہیں:-

اولیاء راہست قدرت از الٰہ ۔۔۔ تیرِ جستہ باز گرداند ز راہ

شیخِ طریقت حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ علیہ رحمۃ اولیاء اللہ کے اسی سلسلہ کے درخشندہ

ستارے اور رہبرِ کامل ہیں۔ آپ کو طریقت کے چار بڑے سلسلوں قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کی خلافت کی سعادت حاصل تھی۔ میری کوشش یہ ہوگی کہ عام فہم اور سادہ تحریر کے ذریعہ حضرت قبلہ کے حالاتِ زندگی قارئین تک پہنچاؤں۔ اگرچہ گاہ بگاہ حضرت صاحب کے عقیدت مندوں میں سے اکثر نے مضامین یا کتابچوں کے ذریعہ آپ کی زندگی کے بعض گوشوں کو اجاگر کیا ہے تاہم یہ کمی شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ آپ کی نورانی زندگی پر ایک مکمل اور مربوط کتاب لکھی جائے۔

حضرت قبلہ ایک بلند پایہ رُوحانی پیشوا اور صاحبِ طریقت بزرگ تھے اس لئے خرقۂ خلافت اور بیعت کا مختصر ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ قارئین کرام کو خلافت و بیعت کے سلسلہ میں مزید معلومات حاصل ہوسکیں اور اس کا شرعی جواز بھی سمجھ میں آجائے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ اِلتجا ہے کہ مجھے اس نیک مقصد میں کامیابی و کامرانی عطا کرے اور نسبتِ اولیاء کا یہی سبب میرے لیے توشۂ آخرت بنے۔

ناچیز خاکِ پائے اولیأ

سیّد حیدر شاہ غالبؔ

سلسلہ ہائے طریقت کی تعداد

جہاں تک سلسلہ ہائے طریقت کا تعلق ہے بعض تواریخ میں ان کی تعداد ۱۶۴ بتائی گئی ہے تاہم ان میں سے چار سلسلوں کو عام شہرت حاصل ہوئی۔ یہ سلسلے ہیں قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ حضرت حاجی بابا سیّد نوران شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان چاروں سلسلوں کی خلافت کا شرف حاصل تھا ان سلسلہ ہائے طریقت کے بزرگوں نے برصغیر ہند و پاک بلکہ ایشیائے کوچک سے لے کر بنگلہ دیش کے جنگلوں، پہاڑوں تک دین اسلام کا ڈنکا بجایا۔ ایران، عراق کے بے آب و گیاہ ریگستانوں میں توحید و رسالت کا درس دینے کے ساتھ طریقت و معرفت کے دریا بہائے۔

حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ حضرت خواجہ شیخ بہاؤالدین نقشبندی وغیرہم نے لاکھوں غیر مسلموں کو اسلام کی دولت سے سرفراز کیا، لاکھوں دلوں کو نورِ معرفت سے منوّر کیا کفرستانِ ہند میں جو دین کے ڈنکے بجائے، فیض کے چشمے جاری کئے۔ آج کروڑوں مسلمان اس سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ حضرت جنید بغدادیؒ ہوں یا حضرت بایزید بسطامیؒ، ان میں سے ہر ایک نورِ الٰہی اور عشقِ نبی کریم میں سرشار بندگانِ خدا کو راہِ ہدایت دکھاتا نظر آئے گا۔ شیخ طریقت حضرت حاجی بابا سیّد نوران شاہؒ اولیاء کے اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھے۔ آپ کے فیض یافتہ، مریدین، عقیدت مند آج ہزاروں کی تعداد میں حدِ ستارکہ کے دونوں جانب، پاکستان اور بھارت کے علاوہ عرب ممالک میں بھی موجود ہیں۔

مرکزِ خلافت و ولائت و بیعت

حضور نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:۔ اَنَا مَدِینَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ ظاہر ہے اس علم سے مراد علم ظاہری و باطنی ہے۔ طریقت و معرفت ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ کی رو سے ولایت، طریقت، معرفت، روحانیت کے متلاشی اُمتیوں کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہٗ کی قدم بوسی کے بغیر سب

کچھ لا حاصل رہے گا۔ سیدنا حیدر کرار آئمہ تطہیر کی کھلی تفسیر ہیں۔ آپ کی پیدائش خانہ کعبہ اور شہادت مسجد میں ہوئی۔ بقول حضرت علامہ اقبالؒ ؎

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت — بہ کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت

مولا علی کی آنکھ نبوت کی گود میں کھلی۔ لعابِ دہن مبارکہ سے نوازے گئے ہوئی۔ سایۂ نبوت میں پرورش پائی۔ نبوت کے کندھوں پر چڑھ کر بت توڑنے کا شرف حاصل کیا۔ شبِ ہجرت بسترِ رسولؐ پر آرام فرما ہوئے۔

مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کے بارے میں آپ کی شان بیان کرتے ہوئے عرب و عجم کے صوفی شعراء نے جن خیالات کا اظہار فرمایا۔ عام انسان کی سوچ اور رسائی وہاں تک ممکن ہی نہیں۔ مولانا علی کرم اللہ وجہ' کی ذات والا صفات خلافت، امامت، ولائت، شہادت، سیادت، کا مجموعہ تھی۔ حضرت حیدر کرار کا یہ عالی مرتبہ، یہ عزت و شرف حضور نبیٔ کریم علیہ السلام کی وجہ سے ہی ہے۔ نبیٔ پاک علیہ السلام سے جو نسبتِ خاص آپ کو حاصل ہوئی یہ سب اسی کا کمال ہے۔

آپ سلسلۂ فقر کے سرتاج ہیں۔ ہجرت سے پانچ سال قبل حضرت نبیٔ کریم علیہ السلام نے بمطابق ۱۵ ۔ ماہ رجب بروز جمعہ بعد نمازِ عصر بعد تکمیلِ نبوت مکہ مکرمہ میں زیرِ کوہِ ابوقبیس کے سلسلۂ طریقت روحانی خلافت عطا فرمائی اور تعلیم الفوائد و لوازم خاندان سلسلہ طریقت سے نواز کر اُن تمام روحانی سلسلہ ہائے ولایت کا سردار مقرر فرمایا۔ فیض باطنی تفویض فرما کر بطور پیشین گوئی ارشاد فرمایا کہ یا علی ہم سے یہ نعمت تم میں منتقل ہو گئی، اور بعد تمہارے درجہ بدرجہ تا قیامت میرے اُن علماء میں منتقل ہوتی رہے گی (علماء سے مُراد اولیاء) جو از اوّل تا آخر زمانہ قائم رہے گی اور انتظام و بندوبست خلق اللہ کا اُن پر ان کے رہے گا۔ اور وہ خدماتِ باطنی پر مامور ہوں گے۔ فقط مولا علیؑ اس نعمت سے سرفراز ہوئے۔

خلافت کے بعد مولا علی کرم اللہ وجہ' پر سات سال تک عجیب و غریب کیفیت طاری رہی۔ جنابِ رسالت مآب نے فرمایا یا علی تم اس خاندان (سادات) کے سردار شہنشاہِ ولایت ہو۔ تم اپنے احکام جاری کرو اور آج سے اس سلسلہ میں جنوں اور انسانوں کو داخل کرو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ' فرماتے ہیں۔ اس تعلیم اور بحکم نبوت کے بعد میں نے جنوں اور انسانوں کو روحانی تعلیم دے کر

داخلِ سلسلہ کرنا شروع کر دیا۔

(اقتباس از حقیقتِ گلزارِ صابری صفحہ نمبر ۵۹)

بیعت کا یہ سلسلہ حضور سرورِ کائنات کو پروردگارِ عالم سے ملا اور آپؐ نے اس کو آگے جاری کر دیا۔ فرمایا:۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔

یعنی جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ ہے۔ (سورۂ فتح)

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ اولیاء اللہ بیعت کا جو سلسلہ جاری کئے ہوئے ہیں یہ سلسلۂ بیعت منشائے خداوندی کے عین مطابق اور سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم ہے۔

اہلِ بیت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اولادِ رسُول علیہ السّلام کو حضرت علی کرم اللہ وجہ؛ کے سُلب سے سلسلہ جاری فرمایا۔ حضرت محمد الرسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا مولا خدائے عزّ وجل ہے اور میں سب مومنوں کا مولا ہوں۔ پھر سیدنا علی مرتضیٰ علیہ السّلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:۔

اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔ یعنی جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے اس مناسبت سے بموجب خیر وبرکت یہاں اہلِ بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ حضور سرکار دوعالم نے فرمایا:۔

مَثَلُ اَھْلَ الْبَیْتِ کَمَثَلِ سَفِیْنَہِ نُوْحٌ۔ مَنْ رَکِبَ فَوْحَدَ۔ فرمایا: میری اہلِ بیت کی مثال سفینۂ نوحؑ کی مانند ہے۔ جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا۔

اہلِ بیت رسُول علیہ السّلام کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے:۔

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا (الاحزاب ۳۳) اے پیغمبرؐ کے گھر والو اللہ تعالیٰ سوا اس کے نہیں چاہتا کہ وہ ناپاکی کو تم سے دُور کرے اور تمہیں پاک وصاف کر دے۔

ایک اور مقام پر فرمایا گیا کہ اللہ تم پر کسی قسم کی تنگی کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن اس ذریعہ سے تم

کو پاک کرنا اور تم پر اپنے احسان و انعام کو پورا کرنا چاہتا ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے ممتاز روحانی پیشوا حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریفؒ اپنی تصنیف "تصفیہ مابین سُنّی و شیعہ" کے صفحہ ۵۵، ۵۶ پر لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام حضرت اُمّ سلمہؓ کے گھر آرام فرما تھے کہ اتنے میں حضرت سیدہ فاطمہؓ ایک برتن میں طعام لے کر آئیں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں حسنؑ، حسینؑ کو بھی بُلا لاؤ۔ جب یہ حضرات کھانا تناول فرما رہے تھے تو آیتِ تطہیر نازل ہوئی۔ حضرت نبیٔ کریم علیہ السلام نے اپنی چادر مبارکہ کا کچھ حصہ اُن پر ڈال کر انہیں ڈھانپ دیا۔ پھر چادر سے ہاتھ نکال کر آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اے خدا یہ میرے خاص اہلِ بیت ہیں۔ ان سے رجس اور ناپاکی کو دُور فرما کر انہیں خوب پاک صاف فرما دے، آپؐ نے تین بار اس طرح فرمایا۔

آگے حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے مُراد اہلِ کساء یعنی سیدۃ النساءؓ، حسنؑ، حسینؑ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے لیے جُدا گانہ تطہیر معلوم ہوتی ہے کیونکہ آیتِ تطہیر کے بعد نبیٔ پاک علیہ السلام کا انہی حضرات کو چادر میں داخل کرنا اور پھر تین مرتبہ دُعا مانگنا اور فرمانا کہ یہ ایک نرالی تطہیر ہے۔ اس کو اہلِ علم ہی سمجھ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ دین اسلام کی تکمیل کے بعد حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

قُل لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ۚ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝

ترجمہ:۔ کہہ دیجئے (اے محمدؐ) میں تم سے اس امر پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ لیکن دوستی اہلِ قربت کی۔ اور جو کوئی نیکی کرے گا ہم اس کے لیے اس میں ثواب بڑھائیں گے۔ بے شک اللہ بخشنے والا قدردان ہے۔

تفسیر رُوح البیان میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پُوچھا کہ آپ کے اہلِ قرابت اور رشتہ داروں میں وہ کون لوگ ہیں جن کی دوستی ہم پر واجب کی گئی ہے۔ جواباً آپؐ نے فرمایا علیؑ و فاطمہؓ اور ان کی اولاد۔ (بحوالہ تصنیف لطیف

حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ تصفیہ ما بین سُنّی شیعہ صفحہ نمبر ۵۹۔

آگے شانِ اہلِ بیت میں اسی تصنیف کے صفحہ ۶۰ پر یہ احادیث مُبارکہ درج ہیں۔ بحوالہ رُوح البیان۔

۱۔ وعنہ علیہ السلام حرمۃ الجنۃ علی من ظلم اھل بیتی واذانی فی عترتی۔

جنت اس پر حرام کی گئی جس نے میرے اہلِ بیت پر ظلم کیا اور میری عترت کو ایذا دیکر مجھے ایذا پہنچائی۔

۲۔ ومن اصطنع ضیعۃً الی احدٍ من ولد عبدالمطلب ولم یجازہ فانا اجازیہ علیہا غداً اذا لقینی یوم القیامۃ۔

عبدالمطلب کی اولاد میں سے اگر کوئی اپنے محسن کا مکافی اور معاوضہ دینے والا نہ ہوا تو میں اس کا مجازی اور عوض دہندہ ہوں گا۔

۳۔ من مات علی حُبّ آلِ محمّدٍ مات شہیداً۔

جس کا خاتمہ محبت اہلِ بیت پر ہوگا وہ شہید ہوگا۔

۴۔ الا ومن مات علی حُبّ آلِ محمّدٍ مات تائباً۔

خبردار جس کا خاتمہ محبت اہلِ بیت پر ہوگا وہ مغفور ہوکر مرے گا۔

۵۔ الا ومن مات علی حُبّ آلِ محمّدٍ مات مومناً متکمل الایمان۔

خبردار جس کا خاتمہ محبت اہلِ بیت پر ہوگا اس کی موت بحالت کامل ایمان ہوگی۔

۶۔ الا ومن مات علی حُبّ آلِ محمّدٍ بشرہٗ ملک الموت بالجنۃ ثم منکرٌ ونکیرٌ۔

خبردار جس کی موت حُبِّ اہلِ بیت پر ہوگی اس کو ملک الموت اور منکر نکیر جنت کی بشارت دیں گے۔

۷۔ الا ومن مات علی حُبّ آلِ محمّد فتح لہٗ فی قبرہٖ بابان الی الجنّۃ۔

خبردار جو اہل بیت کی محبت پر مرے گا اس کے لیے اسکی قبر میں دو دروازے بہشت کی جانب کھولے جائینگے

۸۔ الا ومن مات علی حُبّ آلِ محمّدٍ جعل اللہ قبرہٗ مزار ملائکۃ الرحمۃ

خبردار جس کی موت محبت اہلِ بیت پر ہوگی اللہ تعالیٰ اسکی قبر کو ملائکہ رحمت کی زیارت گاہ بنا دیگا۔

۹۔ الا ومن مات علی حُبّ آلِ محمّدٍ مات علی السنۃ والجماعۃ۔

خبردار جو محبت اہلِ بیت پر مریگا وُہ طریقہ سنت والجماعت پر مرے گا۔

۱۰۔ الا ومن مات علی بغض آلِ محمّدٍ مات کافراً۔

خبردار جو آلِ محمدؐ سے بغض رکھتے ہوئے مرا۔ وہ بحالت کفر مرا۔

۱۱۔ الا ومن مات علی بغض آلِ محمد لو یشم رائحۃ الجنۃ۔ خبردار جو شخص آلِ محمد سے بغض رکھتے ہوئے مرا وہ جنت کی ہوا نہ سونگھے گا۔

یہ احادیث مبارکہ نقل کرنے کے بعد صاحب رُوح البیان لکھتے ہیں کہ جن کے رشتے اور تعلق کا رجوع آنحضرت کی جانب کامل و مکمل ہو۔ اور اعلیٰ درجے پر ہو وہی لوگ آلِ رسول علیہ السلام کہلانے کے مستحق ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت علیؓ و فاطمہؓ و حسنین علیہم السلام کا حضور علیہ السلام سے نہایت ہی گہرا تعلق ہے۔ (تصنیف مابین شیعہ سُنی صفحہ ۱۶)

حضرت گولڑوی آگے وضاحت فرماتے ہیں کہ " اسی طرح الفاظ اہلِ قربیٰ میں حسنینؓ پاک داخل ہیں۔ گو اس وقت پیدا نہیں ہوئے تھے اور آلِ کساء کے بارے میں بلحاظ قرابت کاملہ جو احادیث مطہرہ و نقل متواتر سے ثابت ہے یہ کہنا کہ آیۃ مودۃ انہی کی شان میں نازل ہوئی صحیح ٹھہرا اور آثار ذیل بالکلیہ درست۔

خرقۂ خلافت

خواجہ محبوب الٰہی سُلطان الاولیاء حضرت نظام الدین دہلویؒ خرقۂ خلافت کے سلسلہ میں اپنی تصنیف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو معراج کی شب خداوند کریم نے خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور ارشاد ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اور بہت سی نمایاں برکات سے نوازا۔ لیکن خرقۂ خلافت، فقر کی گودڑی کسی اور کو عطا نہیں ہوئی۔ یہ آپؐ اور آپ کی امت کے لیے مخصوص ہے۔

حضور علیہ السلام معراج شریف سے واپس تشریف لائے تو اپنے تمام صحابہؓ کو جمع کر کے اس کی تقسیم اور فضیلت سے آگاہ کیا اور سب سے باری باری فرمایا۔ اگر یہ خرقۂ خلافت تمہیں دے دوں تو تم کیا کرو گے۔ حضرت علیؓ نے سر جھکا کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پردہ پوشی کروں گا۔ یہ سُن کر حضور سرکار دو عالم نے خرقۂ خلافت فقر کی گودڑی کا لباس حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو پہنا کر فرمایا:۔

اے علیؓ مبارک ہو تو ستار العیوب کے راز سے واقف ہے۔ مجھے یہی حکم ہے۔ یہی

منشائے خداوندی ہے ۔ اے علی آپ ہی اس کے اہل اور حقدار ہیں ۔ حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں :-

مُرسلِ حق کرد نامش بُوتراب — حق یداللہ گُفت در اُم الکتاب
مُسلمِ اوّل شہِ مردان علیؓ — عشق را سرمایہ ایمان علیؓ
از ولائے دُودمانش زندہ ایم — در جہاں مثلِ گوہر تابندہ ایم
ہر کہ در آفاق گردد بُوتراب — باز گرداند ز مغرب آفتاب

حضرت خواجہ محبوب الٰہی سید نظام الدینؒ اولیاء سُلطان الاولیاء ہیں، آپ کے بارے میں شاعرِ مشرق حضرت علامہ اقبالؒ نے یُوں عقیدت کے پھُول نچھاور کئے ہیں ۔

بندکا داتا ہے تو تیرا بڑا دربار ہے — مجھ کو بھی مل جائے کچھ اس دریائے گوہر بار سے
تیری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی — مسیحؑ و خضرؑ سے اُونچا مقام ہے تیرا

سلسلہ فقر

سلسلۂ فقر کے بزرگ حضرات دنیا و آخرت سے بے نیاز ہو کر یادِ خدا اور عشقِ رسولؐ میں فنا کی منزل کو پہنچ کر تسلیم و رضا کا پیکر اور عملی نمونہ بن جاتے ہیں ۔ اس مقام پر پہنچ کر ان بندگانِ خدا کی زندگی خدا کے حُکم کے تابع ہوتی ہے اور خداوندِ کریم کائنات کی ہر شے ان کے تابع کر دیتا ہے ۔ ان کو ذرّے ذرّے میں نورِ ایزدی کی جھلک نظر آتی ہے ۔ یہی وہ مقام ہے جب اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنے چاہنے والوں کے ہاتھ بن جاتا ہوں یہ میری طاقت سے کام لیتے ہیں میں ان کے پاؤں بن جاتا ہوں یہ میری طاقت سے چلتے ہیں، غرض ان کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا، پھرنا تابع حُکمِ الٰہی بن جاتا ہے ۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبند اسی مقام پر جلوہ افروز تھے ۔ ایک دن آپ کا گزر ایک کمہار کی بھٹی کے قریب سے ہُوا ۔ آپ کی نگاہ اس کے برتنوں پر پڑی ۔ برتنوں پر اللہ اللہ نقش ہو گیا ۔ کمہار پاؤں پر گرا اور عرض کی :-

اے شاہ نقشبند نقش مرا ببند — نقش چناں ببند کہ گویند نقشبند

رُوحانی سلسلہ کے امیر و وارث یہی صالح، متقی، پرہیزگار، صاحبِ طریقت فقیر لوگ

ہیں جو شب و روز یادِ خداوندی میں مصروف رہتے ہیں۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :۔

رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہِ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثرِ السجود ط ذالک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل ۃ

ترجمہ :۔ تو ان کو دیکھتا ہے خدا کے آگے جھکے ہوئے سربسجود ہیں اور خدا کے فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں۔ کثرت سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہیں ان کے یہی اوصاف تورات میں مرقوم ہیں۔ اور یہی اوصاف انجیل میں بیان کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی امت کو بہترین امت کے ارشاد سے نوازا۔ فرمایا :۔ کُنتُم خَیرَ اُمَّتٍ۔ اس بہترین اُمت کے نشان اور درخشندہ ستارے یہی صاحبِ طریقت بزرگ ہیں۔ طریقت و معرفت کا یہی سلسلہ آج تک قائم ہے۔ روحانی تسکین کے حصول کے لیے اللہ کے اِن ولیوں کی چوکھٹ کو چومنا پڑے گا۔ اولیاء اللہ کی مجلس اور محفل نصیب والوں کے حصے میں آتی ہے۔ بقول حضرت اقبالؒ ؎

نہ تخت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

مولانا رُوم فرماتے ہیں :۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یعنی اولیاء اللہ کی مجلس میں گزرا ہوا کچھ وقت اس سے بہتر ہے کہ سو سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ہی دوست ہیں جو خلافت، معرفت، طریقت کے امین و محافظ ہیں۔ دنیاوی زندگی ان کی نظر میں حقیر، ان کی نگاہ آخرت پر۔ یہی وہ نوری لوگ ہیں جن کے بارے میں حضور نبیٔ کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے برابر درجہ رکھتے ہیں۔

انسان کے اندر دو چیزوں رُوحانیت اور نفسانیت کے دوران ابتداء سے کشمکش جاری ہے۔ رُوحانیت انسان کے دل میں ایمان کی روشنی، سچائی، نیکی، طہارت، پاکیزگی پیدا کرتی ہے اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات اور معرفت سے منور کر کے اعلیٰ اقدار سے روشناس کرتی ہے مگر اس کے لیے اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کی مجلس شرط ہے اس لیے روحانیت کے اسرار و رموز سے واقف ہی یہ گودڑی پوش اور اہلِ فقر لوگ ہوتے ہیں۔ پانی چشمہ سے مل سکتا ہے، سونا سونار کی دکان سے، کپڑا کپڑے

والے کی دکان سے یعنی ہر چیز کا ایک مرکز ہے اسی طرح رُوحانی خزانہ درِ اولیاء ہی سے مل سکتا ہے، روحانیت ہی انسانی شرف کا تاج ہے اور روحانیت ہی خیر کی تعلیم ہے، روحانیت شر سے باز رکھنے کا ذریعہ ہے اور بے راہروی، گمراہی اور نفسانی خواہشات کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیتی ہے۔

اے ہُما پیشِ فقیری سلطنت کیا چیز ہے

بادشاہ آتے ہیں پابوس گدا کے واسطے

شیخ طریقت حضرت حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صاحب کا اسمِ گرامی سید نوران شاہ صاحب ہے مگر آپ عام طور پر حاجی بابا کے لقب سے مشہور ہیں۔ والدِ محترم کا نام سید مرید حسین شاہ صاحب تھا جو اپنے زمانہ کے صاحبِ طریقت بزرگ تھے۔ حضرت حاجی بابا نجیب الطرفین سید ہیں آپ کا سلسلۂ نسب چھتیسویں پُشت میں مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے جا ملتا ہے۔

آباؤ اجداد مشہد مقدس سے پہلے سندھ میں روہڑی میں آ کر آباد ہوئے اور برسوں تک اس علاقہ میں رُوحانی و دنیاوی حکومت قائم رہی۔ بعد ازاں انقلاباتِ زمانہ اور تبلیغ اسلام کی غرض سے وہاں سے نقل مکانی کر کے آپ کے بزرگ پنجاب میں تشریف لائے۔ سیداں کسراں تحصیل گوجر خان میں آ کر آباد ہوئے۔ اسی شاخ سادات سے موضع چاولی کرسال تحصیل چکوال میں قلندرِ زمانہ حضرت شاہ عبداللطیف رحؒ المعروف حضرت بری امام نور پور شاہاں پیدا ہوئے۔ اسی خاندان سے حضرت شاہ چن چراغ راولپنڈی والی سرکار کا ظہور ہوا۔

حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ علیہ رحمۃ کا شجرۂ نسب نویں پُشت میں امام بری کاظمی مشہدی رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔

پیدائش

حضرت حاجی بابا سید نوران شاہؒ موضع بجوپہ تحصیل بالاکوٹ ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والدِ گرامی سے حاصل کی۔ آپ کا گھرانہ اسلامی و تہذیب و تمدن کا مرکز

تھا۔ اس لیے رُوحانی تعلیم آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔ یادِ الٰہی اور عشقِ رسولؐ بچپن سے ہی آپ کا خاصہ تھا۔ اس لیے ابتدا سے ہی ذکر و فکر میں مشغول ہو گئے۔ آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ کمسنی میں نماز پنجگانہ اور شرعی اصولوں پر مکمل کاربند ہوئے۔ آپ کی تاریخ پیدائش کا صحیح اندازہ نہیں البتہ آپ نے زبانی جو اندازہ بتایا تھا۔ اس کے مطابق پیدائش کا سال ۱۸۵۵ء بنتا ہے اور ۱۹۶۶ء میں آپ کا وصال ہُوا اس طرح سے آپ کی عمر ۱۱۲ سال بنتی ہے۔ بعض لوگ مختلف روایتوں کے حوالے سے ۱۲۵ یا ۱۳۰ سال بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

جوسیج سے ہجرت

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادیٔ ہند کے بعد ضلع ہزارہ میں سکھوں اور مسلمانوں کی شدید جنگ ہوئی۔ سکھوں نے ہزارہ کے اہم مرکزی مقام بالاکوٹ میں مسلمانوں پر مظالم کی انتہا کر دی۔

بالاکوٹ ہزارہ ڈویژن کا اہم قصبہ تھا۔ یہاں سے تقریباً ۵۰/۵۵ میل آگے حسین ترین وادی کاغان ہے جہاں مشہورِ زمانہ جھیل سیف الملوک واقع ہے۔ کاغان کی اسی مناسبت سے حضرت حاجی بابا؟ کی برادری کاغانی سید کہلاتی ہے۔

جب سکھوں نے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو حضرت حاجی بابا علیہ رحمۃ کے والد گرامی حضرت مرید حسین شاہ معہ دیگر خاندان جوسیج بالاکوٹ سے ہجرت کر کے ریاست کشمیر چلے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً نو سال تھی۔

ریاست کشمیر میں تشریف آوری

حضرت سید مرید حسین شاہ صاحب معہ خاندان تحصیل راجوری تشریف لائے۔ راجوری کے موضع دودا سن میں رہائش اختیار کی۔ بعد میں موضع لاہ میں جا کر مستقل آباد ہو گئے۔ حضرت مرید حسین شاہ صاحب کا خاندان اور حلقۂ ارادت طویل تھا۔ ہجرت کے وقت آپ کی برادری کے علاوہ عقیدتمندوں کی ایک بڑی تعداد بھی ہجرت میں ساتھ آئی۔ آپ کے خاندان کے کچھ لوگ موضع ہمبروٹ لسانہ پھاگلا تحصیل مینڈھر میں آباد ہوئے اور راجوری کے بعض گاؤں اور کچھ مختلف علاقوں میں بھی اکثر نے رہائش اختیار کی۔

لاہ شریف

موضع لاہ ایک غیر آباد علاقہ تھا۔ پھر حضرت مرید حسین شاہ صاحب علیہ رحمۃ یہاں اجنبی تھے اس لیے ابتداء میں بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ پریشانیاں اٹھانی پڑیں۔ اولادِ رسول کو کبھی چین اور سکون میسر نہ ہوا۔ بلکہ ہمیشہ کڑے امتحانوں سے گزرنا پڑا اور صبر و استقلال کا دامن کبھی ان کے ہاتھ سے نہ چھوٹا۔ حضرت مرید حسین شاہ صاحب نے ان امتحانوں اور مشکلات میں ہمیشہ ثابت قدمی کا ثبوت دیا۔ خونی انقلاب نے اُن سے ان کا وطن تو چھین لیا تھا لیکن خدا کے فضل و کرم سے اپنے نانا پاک کے سچے دین کی محبت ان کے دل میں جاگزیں رہی اور انہوں نے تبلیغ اسلام کو اپنا شعار بنائے رکھا۔

حضرت مرید حسین شاہ صاحب رح کی وفات

حضرت سید مرید حسین شاہ صاحب رح گھوڑے پر سوار ہو کر کشمیر تشریف لے جا رہے تھے کہ پیر پنجال کے قریب گھوڑے سے گر کر وفات پائی۔ آپ کو موضع ساتھریاں زیریں دریائے تشوپیاں کے کنارے دفن کیا گیا۔ وادیٔ کشمیر میں ساتھریاں ایک خوبصورت گرمائی مقام تھا۔ جہاں حضرت مرید حسین شاہ صاحب کی برادری کے لوگ بھمبر وٹ سے آکر موسم گرما گزارتے تھے۔ اس مقام کو ڈھوکیں یا بھکیں کہا جاتا ہے۔

آپ کی وفات کے ۳۰ سال بعد ۱۸۹۰ء میں آپ نے خواب میں فرمایا کہ میری قبر میں پانی داخل ہونے کو ہے اس لیے مجھے کسی دوسرے مقام پر منتقل کرو۔ اس پر آپ کے پڑپوتے اور پوتے حاجی بہادر شاہ صاحب اور حاجی سید رشید احمد شاہ صاحب دونوں نے آپ کے جسدِ مبارک کو نکال کر سینکڑوں لوگوں کی موجودگی میں دوسری جگہ دفن کیا۔ اتنی طویل مدت کے بعد بھی آپ کا کفن تازہ نظر آ رہا تھا اور داڑھی کے بال اُسی طرح صحیح سالم تھے۔ قبر سے خوشبو آ رہی تھی۔ یہ منظر سینکڑوں لوگوں نے دیکھا۔

حضرت سید مرید حسین شاہ کی اولاد

حضرت سید مرید حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں، آپ

کے بڑے فرزند پیر سید مخدوم شاہ صاحبؒ۔ قرآن کے قاری اور بہت بڑے عالم تھے۔ اپنے زمانے میں علاقہ میں سند مانے جاتے تھے۔ حضرت قبلہ جی صاحب لاردی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ صاحب طریقت بزرگ تھے، آپ بڑے پیر صاحب کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کا وصال لاہ شریف میں ہوا وہیں آپ کا مزار ہے۔

حضرت مرید حسین شاہؒ کے سب سے چھوٹے فرزند ارجمند حضرت سید سلیمان شاہ صاحبؒ تھے آپ نہایت شہ زور، بہادر درویش تھے، کمال درجہ کے بزرگ تھے، رحم دل اور سخی تھے۔ آپ اس قدر طاقتور اور شہ زور تھے کہ آپ نے ایک بار جنگلی شیر کو مقابلے میں ہلاک کر دیا تھا۔ جموں، کھوٹہ، اکھنور میں ۱۹۴۷ء میں مسلمانوں کے قتلِ عام نے آپ کے دل پر گہرا اثر کیا۔ راجوری کے مسلمانوں کو جہاد کی تبلیغ کرتے رہے فتح راجوری میں برادری کے ہمراہ شریک جہاد رہے۔ ہمیشہ شہادت کی آرزو رہی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ ۱۶ر جون ۱۹۴۸ء کو عظمت آباد، تھنہ تحصیل راجوری کے مقام پر ڈوگرہ فوج سے آمنا سامنا ہوا۔ آخر کار اس معرکہ میں دیگر چھتیس افراد کے ہمراہ شہید ہوئے۔ آپ کو حضرت پیر صاحب مولوی حبیب اللہ شاہ صاحبؒ پمروٹی سے خلافت کا شرف حاصل تھا۔

حضرت حاجی باباجی کی اولاد

حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے تین شادیاں کیں۔ آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے حاجی مولوی سید محمد حبیب اللہ شاہ ضیاء راجوروی ایک جید عالم دین اور تحریک آزادئ کشمیر کے بانیوں میں شمار ہوتے تھے۔ سنہ ۱۹۳۱ء کی جدوجہد آزادئ کشمیر میں راجوری، ریاسی، گول، بھدرواہ میں انتہائی جوش وخروش سے حصہ لیا۔ عدم ادائیگی مالیہ کی تحریک جو قاضی گوہر الرحمٰن خان نے چلائی تھی مولوی صاحب راجوروی اس تحریک کے سرخیل تھے۔ اس دور میں عظیم مقرر، بے مثال شاعر تھے۔ انہیں قائد ملت چودھری غلام عباس خان کی ابتدائی رفاقت کا شرف حاصل ہے۔ آجکل موضع بانیاں چھمب (افتخار آباد) میں صاحب فراش ہیں اور زمانہ کی ناقدری کا شکار۔

سید یٰسین شاہ صاحب

محترم صاحبزادہ سید یٰسین شاہ صاحب کی عمر اس وقت ۷۰۔۷۵ سال کے درمیان ہے۔ نہایت

ہی متقی، پرہیزگار اور فقیر آدمی ہیں۔ حضرت حاجی بابا صاحب کے نقشِ قدم پر ہیں۔ آپ کی رہائش سرائے عالمگیر میں اسی مکان میں ہے جہاں ابتداء میں حضرت حاجی باباؒ قیام پذیر رہے۔ گرمیوں میں آپ سنی بنک چلے جاتے ہیں۔ آپ کو بھی بابا صاحب کی طرف سے خلافت ملی ہوئی ہے۔

حاجی سیّد امیر حیدر شاہ صاحب

حضرت حاجی باباؒ نے بچپن سے ہی صاحبزادہ سید امیر حیدر شاہ صاحب کو دینی تعلیم کی طرف لگائے رکھا۔ سیاسیاتِ کشمیر میں مسلم کانفرنس کے پرچم تلے کافی کام کیا۔ ۱۹۴۴ء کے دوران قائدِ اعظمؒ محمد علی جناح دورۂ کشمیر کے لیے تشریف لے گئے تو سیّد امیر حیدر شاہ صاحب نے ایک وفد کے رکن کی حیثیت سے قائدِ اعظمؒ سے ملاقات کی۔ ۱۹۴۸ء کی جدوجہد آزادی میں نمایاں کام کیا۔ فتح راجوری کے لیے تمام اجلاسوں میں شریک رہ کر پروگرام مرتب کیا۔ ہجرت کر کے پاکستان آئے تو حکمت کا پیشہ اختیار کیا۔ آج کل سادڑ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر میں رہائش پذیر ہیں جہاں حکمت کے ذریعہ خلقِ خدا کی خدمت میں مصروف ہیں۔ عمر ۷۰ سال کے قریب ہے۔ نہایت نیک سیرت کے مالک ہیں۔ حج کی سعادت حاصل ہے۔

الحاج سیّد محمد عبداللہ شاہ آزادؔ

تحریکِ آزادیٔ کشمیر کے چند گنے چنے مقتدر قومی رہنماؤں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ رئیس الاحرار چودھری غلام عباس خان کے انتہائی قابلِ اعتماد ساتھیوں میں سے ایک تھے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ محترم آزادؔ صاحب نے تحریکِ آزادیٔ کشمیر کو اپنے خونِ جگر سے سینچا۔

محترم آزادؔ صاحب حضرت میاں نظام الدین لاروی علیہ رحمۃ کے داماد تھے۔ حضرت میاں صاحبؒ شیخ طریقت، قطبِ دوراں حضرت جی صاحب لارویؒ کے فرزند اور جانشین تھے۔ حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ صاحب اور حضرت جی صاحبؒ لاروی کے مریدوں اور عقیدت مندوں کی تعداد حدِ متارکہ کے دونوں جانب لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ ایک اور بات تاریخی اعتبار سے قابلِ ذکر ہے کہ محترم آزادؔ صاحب کے ماموں پیر سیّد جماعت علی شاہ علاقہ سرہن میں ۱۹۴۷ء کے دوران جنگی کونسل کے چیئرمین تھے۔ پندرہ سال تک کشمیر اسمبلی کے ممبر رہے۔ کئی بار پاکستان کی حمایت میں زیرِ عتاب آئے۔

اس لحاظ سے انفرادی طور پر بھی اور خاندانی قربانیوں کے اعتبار سے بھی تحریک آزادیٔ کشمیر میں آزاد صاحب کا مقابلہ شاید ہی کوئی اور کر سکتا ہو۔ آزاد صاحب ۱۹۴۷ء میں راجوری کی جنگی کونسل کے رکن رہے۔ آپ اور آپ کے پُورے خاندان نے راجوری، منہڈر، اور دوسرے علاقوں میں گرانقدر قربانیاں دیں۔

ہجرت کے بعد خاندان کے ہمراہ پاکستان تشریف لائے اور سرائے عالمگیر میں رہائش اختیار کی۔ گرمیوں میں سنی بنک کو اپنا مسکن بنایا اور آزادی کی تڑپ لے کر مسلم کانفرنس کے پرچم تلے سرگرمِ عمل ہو گئے۔ کئی بار چودھری صاحب کی موجودگی میں نائب صدر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں کے ایل ایم کی تحریک میں آپ نے انتہائی نمایاں کردار ادا کیا۔ تحریک کے پہلے کمانڈر کی حیثیت سے گرفتار ہوئے۔ ۱۹۶۹ء میں اس وقت بریگیڈیئر عبدالرحمٰن خان کی نگرانی میں آزاد کشمیر میں عبوری حکومت بنی تو مسلم کانفرنس کے نمائندے کی حیثیت میں بطور وزیر تعلیم و اطلاعات شامل ہوئے۔ آپ نے جس محنتِ شاقہ اور قومی جذبے سے دن رات ایک کر کے کام کیا اور سردار محمد عبدالقیوم خان کی کامیابی کے لیے جو جدوجہد کی آزاد کشمیر کے تمام سرکاری و غیر سرکاری حلقے اس کے معترف ہیں۔ آپ ۱۹۷۵ء میں آزاد کشمیر اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔ ۱۹۷۹ء میں آپ کو مسلم کانفرنس کا نائب صدر (سینئر) مقرر کیا گیا۔ اسلام سے سچی لگن اور نظریۂ پاکستان سے محبت آپ کا خاصہ تھی۔ عشقِ رسول ﷺ سے سرشار تھے۔ ہمیشہ نعت خوانوں کو بلا کر محفلِ نعت منعقد کراتے اور اس دوران آنکھوں سے آنسو جاری رہتے۔ صدر جہ سخی تھے۔ آپ کا دسترخوان ہر خاص و عام کے لیے کھلا رہتا تھا۔ حضرت حاجی بابا سید نوران شاہؒ کی خواہش پر سوہاوہ سے بجانب راولپنڈی ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر غیر آباد زمین خرید کر ایک بستی نور پُور سیداں کے نام سے قائم کی۔ یہیں حضرت حاجی باباؒ مدفون ہوئے۔ اور آپ کا مقبرہ حضرت آزاد صاحب نے تعمیر کر کے ساتھ مسجد بھی تعمیر کی۔ مورخہ ۵ رفروری ۱۹۷۹ء نمازِ مغرب ادا کرنے کے بعد گھر تشریف لے گئے۔ چند منٹ گزرے ہوں گے کہ اچانک دل کا دورہ پڑا اور رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

آپ کو اپنے والدِ گرامی حضرت حاجی بابا علیہ رحمۃ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

آپ کے انتقال کی خبر ریڈیو پاکستان آزاد کشمیر کے علاوہ بی بی سی نے بھی نشر کی۔ نمازِ جنازہ میں پاکستان و آزاد کشمیر کے متعدد قومی رہنما، مذہبی پیشوا، سرکاری افسران کے علاوہ ہزاروں افراد شریک تھے۔ آپ کے چالیسویں پر متفقہ طور پر آزاد صاحب کے بڑے صاحبزادے سید شوکت علی شاہ کی دستار بندی

کی گئی۔ دستار بندی حضرت حاجی بابا کے خلیفۂ اعظم الحاج پیر سید محمد شاہ صاحب کے ہاتھوں عمل میں آئی بڑی تعداد میں لوگ موجود تھے۔ شوکت صاحب کو لار شریف سے حضرت سرکار جی صاحب لاروی کے عرس مبارک کے موقع پر دستار بندی کر کے خلافت دی گئی۔ صاحبزادہ شوکت علی شاہ صاحب کو دربارِ رسالت کی حاضری اور عمرہ کا شرف حاصل ہے۔

حاجی سید محمد شاہ صاحب

سید محمد شاہ صاحب کی عمر اُس وقت تقریباً ۶۵ سال ہے۔ آجکل اسلام آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ حضرت حاجی باباؒ کی عنایتِ خاص رہی۔ اسی کا اثر ہے کہ اکثر زبانوں پر عبور رکھتے ہیں۔ عربی اُردو، فارسی، انگریزی، پشتو ہر زبان میں گفتگو کرتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قادر الکلام ہیں درویش منش آدمی ہیں۔ حرمین الشریفین کی حاضری کا شرف حاصل ہے۔

سید شاہ جنید نسیم (شہید)

حضرت حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں محترم جنید شاہ نسیمؔ اعلیٰ کردار اور بلند صفات کے مالک تھے۔ نہایت ہی خوش اخلاق اور سُلجھے ہوئے انسان تھے۔ بچپن سے تہجد گزار تھے۔ ہم اکٹھے سکول جاتے واپسی پر چھٹی کے بعد دریا کے کنارے نماز ادا کر کے ختمِ خواجگان کا باہتمام ذکر کرتے تھے۔

قومی جذبہ رکھنے والے، ہمدردِ قوم، غریب پرور، شاعر، ادیب ہمہ صفت موصوف تھے اپنی ذات میں انجمن تھے۔ ۲۳ نومبر ۵۲ء کو آزاد کشمیر ہوٹل سرائے عالمگیر میں ایک شقی القلب کے ہاتھوں شہید ہوئے اور سرائے عالمگیر میں ہی دفن ہوئے۔

نسیمؔ صاحب کی موت ایک قومی سانحہ تھا۔ بلاشبہ آپ اس شعر کی تفسیر تھے کہ ؎

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

آپ نے ۱۹۵۰ء میں "انقلاب کشمیر" کے نام سے ۱۹۴۸ء کی جدوجہد آزادی پر ایک منظوم کتاب لکھی جس کا ہر شعر ابو الاثر حفیظ جالندھری کے شاہنامہ اسلام کی یاد دلاتا تھا۔ نمونے کے طور پر یہاں دو

شعر نقل کرتا ہوں۔ پہلا شعر حضور سرکار دو عالمؐ کے عشق و محبت سے سرشار ہے جو نسیم صاحب کی دلی کیفیت کی عکاسی کرتا ہے۔ لکھتے ہیں ؎

مدینے والیا تجھ پہ ہماری جاں بھی قرباں ہو

ہمارا خانداں کنبہ سبھی اقوام قرباں ہو

دوسرے شعر میں کہتے ہیں کہ جدوجہد آزادیٔ کشمیر میں اسلام کی عظمت اور پاکستان کی خاطر لاکھوں جانیں نثار ہوئیں، بہو بیٹیوں کی عصمتیں لٹیں، شیر خوار بچوں کو نیزوں کی انیوں پر اچھالا گیا۔ آخر اللہ پاک ایک نہ ایک دن ان قربانیوں کو شرفِ قبولیت بخشے گا، یہ قربانیاں رنگ لائیں گی۔ مگر کب؟ ملاحظہ کریں کہتے ہیں ؎

یہ قربانی ہماری رنگ لائے گی زمانہ میں

مگر اے کاش ہم زندہ نہ ہوں گے اس زمانہ میں

سید نذیر احمد شاہ

حضرت حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے سید نذیر احمد شاہ ہیں جو آجکل ہمپروٹ علاقہ سرہن مقبوضہ پونچھ میں ہیں۔ نذیر احمد شاہ صاحب ریاست جموں و کشمیر کے معروف روحانی پیشوا دپیر سید جماعت علی شاہ کے داماد ہیں

حضرت بابا صاحبؒ کی سفرِ سعادت پر روانگی

یادِ خدا اور عشقِ حضور علیہ السلام حضرت حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن سے ہی خاصہ تھا۔ بالاکوٹ سے راجوری پہنچے تو ابتدائی دینی اور روحانی تربیت و تعلیم میں مصروف ہو گئے۔ فقر و سلوک کی منزلیں طے کیں تو بیت اللہ شریف کی حاضری اور روضۂ رسولؐ کی زیارت کی تڑپ نے بے چین کر کے رکھ دیا۔

اس دور میں ذرائع آمد و رفت مفقود تھے۔ زادِ راہ ناپید تھا، مگر دربارِ رسالتؐ سے بلاوا آ چکا تھا۔ دنیاوی ساز و سامان اور سہولتیں میسر نہ تھیں مگر خداوند تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ تھا۔ یہ عاشقِ

صادق بے سروسامان اورتنِ تنہا حرمین شریفین کی حاضری کے لیے پیدل ہی چل پڑے ۔ آج تو سائیکل سے لے کر ہوائی جہاز موجود ہیں لیکن آج سے سو سال پہلے کے حالات تصور میں لائیں ۔ کہاں راجوری کشمیر کے پہاڑی راستے اور کہاں ہزاروں میل دُور بیت اللہ شریف ۔

فقط خداوند کریم پر کامل بھروسہ آپ کو کشاں کشاں لے جا رہا تھا ۔ راجوری سے چل کر کراچی پہنچے وہاں سے پیدل مکران کے راستے ایران میں داخل ہوئے ۔ لاسہ بندر کے خشکی کے راستے جنگلوں ، پہاڑوں ، بیابانوں سے گزرے ۔ راستے میں حجاجِ کرام کے قافلے بھی ملے ۔ آپ انہی میں سے ایک عربی شیخ کے قافلے میں شامل ہو گئے ۔ اس کے پاس زادِ راہ کا پُورا انتظام تھا ۔ اونٹ بھی تھے وہ شیخ شیعہ تھا ۔ حضرت باباصاحبؒ کے حالات دریافت کرنے پر سیّد زادہ سمجھ کر احترام سے سواری کے لیے اونٹ دے دیا ۔

کھانا قافلے کے لنگر سے ملتا تھا ۔ اس زمانہ میں پانی سفر کی اہم ضرورت تھا ۔ پانی کا راستہ میں دُور دُور تک انتظام نہ ہوتا تھا ۔ پھر میٹھا پانی تو ملتا ہی نہ تھا ۔ شیخ نے آپ کا اس حد تک احترام کیا کہ میٹھے پانی کا لدا ہوا ایک اُونٹ آپ کو دے دیا ۔ یہ قافلہ ایک مہینہ کی مسافت کے بعد مدینہ طیبہ کی حدود میں داخل ہوا ۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جب مسجد نبویؐ کے سبز گنبد پر نظر پڑی تو مجھے اپنی بھی خبر نہ رہی اور یہ حالت بڑی دیر تک مجھ پر طاری رہی ۔ کیف و سُرور کے ان لمحات میں میرے رفیقِ سفر وہ شیخ مجھ سے الگ ہو گئے ۔ اور پھر ملاقات نہ ہو سکی ۔

دیارِ حبیبؐ کی کہانی خود باباصاحبؒ کی زُبانی

حضرت باباصاحبؒ نے دربارِ رسالت مآبؐ کے جو حالات بیان کئے وہ حضرت کی زبانی سُنئے ۔ فرماتے ہیں :۔

حضورؐ سرکارِ دوعالم کے روضۂ پُرانوار کی حاضری میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی جو اللہ پاک نے پُوری کی اور میں سرکارِ دوعالمؐ علیہ السلام کے پیارے شہر میں اپنے آپ کو موجود پاکر یہ سوچتا تھا کہ اس پیارے شہر کی ان پیاری پیاری گلیوں میں سرکارِ دوعالمؐ کا گذر ہوتا ہو

گا، تو وہ کیا لمحات ہوں گے۔ یہ سوچ کر مدینہ طیبہ کی گلیوں سے مجھے پیار ہو گیا۔ جو کیفیت ہوئی وہ بیان نہیں ہو سکتی۔ عشق و مستی کی اس کیفیت میں، میں بیمار ہو گیا۔ اکثر مجھے کچھ ہوش نہ رہتا اور یہ حالت ہوتی کہ مدینہ کے کتے بھی میرے اوپر سے گزر جاتے۔ اسی دوران ایک بار حضور سرکار دو عالم کا دیدار ہوا۔ حضور تشریف لائے۔ بیمارِ مدینہ کی حالت دریافت فرمائی۔ اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر رکھا۔ میں بیدار ہوا۔ بیماری کافور ہو گئی۔ صحت ہونے پر روضۂ رسول پر حاضری دی اور حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوا۔

دورانِ حج مرشد سے ملاقات

فرماتے ہیں کہ مکہ شریف پہنچ کر ارکانِ حج کی ادائیگی کے دوران ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ اُن کے جسم سے خوشبوؤں کے جھلے آتے تھے۔ انہوں نے وطن اور علاقہ کا پتہ پوچھا۔ پھر میں نے اُن سے پتہ پوچھا تو فرمانے لگے، کشمیر کے اُن پہاڑوں کے پیچھے مجھے تلاش کرنا اور وہیں ملنا۔ میں نے نشانی پوچھی تو مسکرا کر اپنا عمامہ دونوں ہاتھوں سے اُوپر اٹھایا۔ نورانی ماتھا چمکا اور زخم کا ایک نشان دیکھا۔ اُسی وقت وہ بزرگ غائب ہو گئے۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد ملکِ عدن کے لیے روانہ ہُوا۔

شبِ قبولِ دُعا

مکہ شریف سے عدن کے درمیان سفر کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ سفر بہت تکلیف دہ تھا۔ میں نے اس سفر کے دوران بہت تکلیف اُٹھائی۔ ریگستان میں میلوں تک ریت کے ٹیلے، جنگلی جانوروں کی بھرمار، پانی کا نام و نشان تک نہ تھا اور اکثر اوقات جہاں رات پڑتی ریت کا گھر بنا کر رات بسر کرتا۔ سفر میں میرا جوتا بھی ٹوٹ گیا اور پاؤں میں نوک دار کانٹا چُبھ گیا۔ اس پر ستم یہ کہ ایک بدّو کے کتے نے کاٹ کھایا۔ ننگے پاؤں چلتے چلتے چھالے پڑ گئے۔ کوئی بستی نہ تھی۔ بے آب و گیاہ ریگستان، شام ہوئی درد کے مارے جسم ٹوٹنا شروع ہو گیا۔ ریت کا مکان بنا کر خدا پر توکل کر کے بیٹھ گیا۔ اُس رات میں سمجھا کہ یہ رات میری زندگی کی آخری رات ہے۔ گھر کا خیال

آیا تو بے اختیاری کی حالت ہوگئی۔ اور پھر پوری رات روتے گزری۔ خدا کے حضور دُعا کرتا رہا۔ صبح ہوئی۔ خداوند کریم کا شکر ادا کیا اور بھوک پیاس اور درد کی مِلی جُلی کیفیت میں دوبارہ سفر شروع کیا۔ یہ پریشانی قیامت سے کم نہ تھی۔ اس رات میری دُعا قبول ہوئی، اس رات کو میں شبِ قبول کہتا ہوں۔ دوسرے روز چلتے چلتے میں شام کو ایک بستی میں پہنچا جہاں ایک بزرگ سے میری مُلاقات ہوئی۔

ایک بزرگ سے مُلاقات

حضرت بابا صاحبؒ خود فرماتے تھے کہ رات ہوتے ہی ایک بستی میں پہنچا تو خدا کا شکر ادا کیا۔ اس میں ایک معمر بزرگ سے ملاقات ہوئی جو نہایت متقی و پرہیزگار تھا۔ اس بزرگ نے صبح کی نماز کے بعد مجھ سے سفر کا مقصد دریافت کیا، میرے حق میں دُعا فرمائی اور ایک روپیہ دے کر رخصت کیا۔ دوسرے دن حضرت بابا صاحبؒ اس بستی سے رخصت ہوکر دوسری منزل کی طرف روانہ ہوگئے اور ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں ہندوستانی سپاہیوں پر مشتمل ایک بٹالین تھی۔ یہ ترکوں کا زمانہ تھا۔ مکہ پر اُن دنوں شریف حسین کی حکومت تھی جو اُردن کے موجودہ بادشاہ، شاہ حسین کے پردادا تھے۔ یہ فوجی ان دنوں ترکوں کی حمایت کے لیے موجود تھے۔ ہندوستانی فوج کے لیے راشن عدن سے آتا تھا۔ فوج میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو سکھ بھی شامل تھے۔ اس فوجی قافلے میں ایک مسلمان نے حضرت بابا صاحبؒ سے حالات دریافت کئے۔ وہ بہت خوش ہوا اور بابا صاحبؒ کو ہمراہ رکھ لیا۔ اس نے بتایا کہ ایک دستہ راشن لینے عدن جاتا ہے۔ آپ دُعا فرمادیں کہ میری ڈیوٹی اس دستہ کے ساتھ لگ جائے میں آپ کو ہمراہ لے جاؤں گا۔ آپ نے دُعا فرمائی۔ اس فوجی کی ڈیوٹی دستہ کے ساتھ لگ گئی۔ اس نے روانگی کے وقت آپ کو ہمراہ لے لیا اور اپنی سواری کی گھوڑی پر حضرت کو سوار کر دیا اور پیدل چلتا رہا۔

عدن میں قیام اور وطن روانگی

آپ اُس دستہ کے ہمراہ عدن پہنچے، کچھ دیر اُن کے ہمراہ عدن میں قیام کیا۔ بعد میں اُن مسلمان فوجیوں نے عدن سے کراچی تک بحری ٹکٹ کا بندوبست کرکے آپ کو رخصت کیا۔ اس طرح ڈیڑھ سال کے بعد آپ واپس وطن پہنچے، اس طویل سفر کے دوران بے پناہ مشکلات و پریشانیاں

برداشت کیں اور اللہ پاک کے اس حکم پر پورے اُترے کہ :۔

یاایھا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین ٥

"اے ایمان والو صبر سے کام لو اور نماز قائم کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔"

بہرحال ۱۸ ماہ کے طویل عرصہ کے بعد آپ وطن واپس تشریف لائے۔ اس عرصہ کے دوران آپ کے خاندان والے آپ کی طرف سے مایوس ہو چکے تھے۔ جونہی لاہ شریف پہنچے تو آپ کی برادری کے ایک بزرگ کی نظر آپ پر پڑی۔ آپ کو اچانک دیکھ کر وہ بزرگ پکار اُٹھے ؎

وارث شاہ جیکر کھریوں مینہ وَسّے

نئیں رب رحیم توں دُور میاں

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۸ ماہ کے سفر بیت اللہ اور مدینہ منورہ نے مجھے جن آزمائشوں مشکلات اور بیماری سے مسلسل دوچار رکھا، اس نے گویا تمام کثافتوں کو میرے جسم سے نکال کر روحانی شفا بخشی تھی، پاکیزگی وطہارت کے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا تھا۔ چنانچہ فقر و سلوک کی منازل طے کرنے اور اسلام کی تبلیغ کی خاطر حضرت صاحبؒ ہر لحظہ بے چین وبے قرار رہنے لگے۔

راہِ طلب میں کشمکش

حضرت بابا صاحبؒ کے دل میں مرشد کی تلاش نے اٹھکیلیاں لینا شروع کر دیں۔ اسی ارادہ سے آپ حضرت قاضی صاحبؒ سے ملنے راجوری کشمیر اعوان شریف گجرات کے لیے روانہ ہوتے ہیں۔ بھمبر کے قریب پہنچ کر ایک درخت کے سائے میں آرام کرتے ہیں تو خواب میں عجیب منظر دیکھتے ہیں دو دائرے ایک بڑا اور ایک چھوٹا نظر آتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد بڑا دائرہ آپ کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے۔ خواب میں ہی آواز آتی ہے کہ جاؤ اور نن کے پیر پنجال سے ملو۔ اور پھر پنجالی کے پہاڑوں کا نظارہ میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔" اس خواب سے بیدار ہو کر آپ سیدھے اعوان شریف پہنچے تو حضرت قاضی صاحب نے فرمایا۔" واپس جائیں آپ کا فیض کشمیر کے پہاڑوں میں ہے وہیں تلاش کریں۔" چنانچہ آپ واپس تشریف لے گئے۔ مگر اس روز سے راہِ حق کی تلاش کی تڑپ پہلے سے بڑھ کر آپ کے

دل و دماغ پر چھا گئی۔ اُوپر جس دائرہ کا ذکر کیا گیا یہ پنجرے کی شکل میں تھا اور سبز لباس والے بزرگ ساتھ لائے تھے جنہوں نے حضرت قاضی صاحب کے پہنچنے سے قبل حضرت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

حضرت حاجی باباؒ کی لار شریف روانگی

حضرت حاجی بابا موسم گرما گزارنے راجوری سے کشمیر تشریف لے جاتے تھے جہاں آپ کا قیام سنگرویٹ کے مغرب میں ترکھل کی مشہور وادی میں ہوتا تھا۔ سفر حج سے واپس آنے پر جونہی موسم گرما شروع ہوا آپ اپنے خاندان کا ترکھل تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر خود لوگوں کے اصرار پر آپ عقیدت مندوں اور مریدوں کے پاس تشریف لے گئے۔ حج بیت اللہ سے واپسی کا سُن کر بے شمار لوگ عقیدت و محبت سے حضرت بابا صاحبؒ کو مل کر وہاں آنے کی دعوت دے رہے تھے۔

بظاہر یہ دورہ مریدوں اور عقیدت مندوں کو شرف ملاقات بخشنے کے لیے تھا مگر حقیقت میں اپنے مرشدِ کامل سے ملاقات کے لیے بے چین تھے اور دورانِ حج شیخ کامل سے ملنے کا جو رُوحانی واقعہ پیش آیا تھا شب و روز آپ کے تفکرات پر حاوی تھا۔ چنانچہ آپ نے سنگر ویٹ سے کشمیر کا دورہ شروع شروع کیا۔ سری نگر سے گزر کر گاندھبل کے راستے پرگنہ لار پہنچے۔ اس دور میں ریاست جموں و کشمیر میں شیخ طریقت قطب الاقطاب حضرت میاں عبید اللہ المعروف حضرت جی صاحب لارویؒ کا طوطی بولتا تھا انہی کی محبت حضرت حاجی باباؒ کو کشاں کشاں لائی۔ حضرت جی صاحب لارویؒ کے بارے میں آپ نے اکثر لوگوں سے سُن رکھا تھا۔

حضرت حاجی باباؒ نے لار شریف پہنچ کر رات کو مسجد میں قیام کیا۔ حضرت جی صاحب قبلہ کا یہ معمول تھا کہ رات کو کسی سے ملاقات نہ کرتے تھے اور صبح وظائف سے فارغ ہو کر دس بجے کے بعد ملاقات کے لیے تشریف لاتے تھے۔ حضرت حاجی باباؒ فرماتے ہیں کہ :-

"میرا آگے جانے کا پروگرام بھی تھا۔ اس لیے دوسرے دن صبح نو بجے تک بے قراری سے انتظار کرتا رہا۔ خیال آیا کہ حضرت جلد تشریف لائیں تو ملاقات کے بعد آگے کی منزل کی طرف روانہ ہوں۔ یہ خیال بھی میرے دل میں آیا کہ میں سید ہوں، عالم دین ہوں اور حاجی بھی، مجھے اتنا انتظار نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ ان خیالات کے دوران حضرت معمول کے مطابق ہی تشریف لائے۔

اُن کے آتے ہی وہی پیاری خوشبو عجب نظارہ دکھائی دی جو دورانِ حج مجھے نصیب ہوئی تھی۔ حضرت صاحب نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا:۔

"آپ کو تاخیر ہوگئی، آپ سید ہیں، عالم ہیں اور حاجی بھی ہیں"۔ اس کے ساتھ ہی فرمایا ؎

رانجھا ہیر دا یار چر وکناں سی۔

دورانِ مُلاقات اظہار کرامت

حضرت قبلہ جی قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی بابا سے حالاتِ سفر دریافت فرمائے اور ساتھ ہی دونوں ہاتھوں سے اپنی دستار اُوپر اٹھائی۔ حضرت حاجی بابا فرماتے ہیں کہ دستار اوپر اُٹھتے ہی مجھے نورانی ماتھا پر وہی پیارا زخم نظر آیا جو حضرت کے چہرہ پر دورانِ حج نظر آیا تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حج کے دوران بھی حضرت کو ارکانِ حج کی ادائیگی کے دوران دیکھا تھا۔ سو حضرت نے میری تشفی کے لیے اسی طرح دونوں ہاتھوں سے دستار اوپر اٹھائی حالانکہ حضرت نے ظاہری حج نہیں کیا تھا۔ یہ ہے اللہ کے ولی کی زندہ جاوید کرامت۔

حضرت حاجی بابا رحؒ کی حضرت جی صاحب رحؒ سے دُوسری مُلاقات

تھوڑے عرصہ میں حضرت حاجی بابا رحؒ کے عقیدت مندوں کا حلقہ وسیع ہوگیا اور ہر طرف سے لوگ شوق مُلاقات کے لیے اُمڈتے چلے آتے لیکن حضرت جی صاحب قبلہ سے ملاقات نے راہِ حق کی تلاش میں اس قدر بے چین کر دیا کہ لوگوں کے اصرار اور مجبور کرنے کے باوجود آپ دوبارہ لاڑ شریف تشریف لے گئے۔ فرماتے ہیں :۔

"میں وہاں پہنچ کر فرش پر بیٹھ گیا۔ حضرت جی صاحب قبلہ پلنگ پر تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا۔ بہت خوش ہوئے۔ فرمایا آپ سید ہیں میرے ساتھ پلنگ پر بیٹھیں۔ پھر خود ہی میرا بازو پکڑ کر مجھے پلنگ پر بٹھایا۔ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ گلے سے لگا کر فرمایا:۔

من تو شُدم تو من شُدی، من تن شُدم تو جاں شُدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

بیعت کے ساتھ خرقۂ خلافت سے نوازا اور اپنے دستِ مبارک سے وُہ تاجِ خلافت میرے سر پہ رکھا جو آپ کو اپنے مرشدِ کامل حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی (کیان شریف کنڈل شاہی) سے بوقتِ خلافت ملا تھا۔ فرمایا آئندہ میری بیعت حاجی کی بیعت، حاجی کی بیعت میری بیعت ہوگی۔

حضرت جی صاحبؒ لاروی قبلہ سے بیعت و خلافت کے بعد حضرت حاجی باباؒ نے ریاست جموں و کشمیر کے چپہ چپہ پر تبلیغ اسلام کا سلسلہ شروع کر دیا اور تھوڑے عرصہ میں آپ کا حلقۂ ارادت وادیٔ کشمیر، صوبہ جموں اور پونچھ اسٹیٹ میں اس قدر وسیع ہوگیا کہ سینکڑوں لوگ آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

قطبِ دوراں حضرت جی صاحبؒ لاروؒی کی وفات

حضرت جی صاحب لارویؒ جب بھی منہڈر، راجوری، پونچھ کے دورہ پر تشریف لائے ہمیشہ حضرت حاجی باباؒ آپ کے ہمراہ رہے، بکرمی ۱۹۸۳ء میں شب قدر کی رات قطب دوراں شیخ طریقت حضرت جی صاحبؒ کا وصال ہُوا۔ اور آپ کو لار شریف میں ہی سپردِ خدا کیا گیا۔ جہاں آپ کا دربارِ پُر انوار مرکزِ رشد و ہدایت عام ہے۔ حضرت جی صاحبؒ قبلہ کو اللہ پاک نے علمِ لدُنی سے نوازا تھا آپ کی مشہور زمانہ اور بلند پایہ تصنیف اسرار کبیری، رُوحانیت، اسرار و معرفت، علم و حکمت کا بحرِ بےکراں ہے۔ نمونے کے طور پر آپ کے رُوحانی کلام کے دو اشعار پیش خدمت ہیں جن میں اپنے مرشدِ کامل کے مقام و مرتبہ کا اظہار فرماتے ہیں۔

(نظم) ظاہرا اک دن آپ بولے اسیں ساریاں رمزاں جاندے ہاں

سائے عرش تے آپوں جائیے کے تے اکھیں ویکھ کے خبراں آندے ہاں

ظاہر جگ اس ڈرٹی وچہ کیاں اصلی رہن والے بسطام دے ہاں

عبد ظہور اس ڈرٹا اج ہویا اسیں پیدا تاں اوس جہاندے ہاں

لار شریف میں اس وقت حضرت جی صاحبؒ قبلہ کے پوتے حضرت میاں بشیر احمد صاحب سجادہ نشین ہیں جو ایک بلند پایہ صاحب طریقت اور صوفی شاعر بھی ہیں۔ حضرت میاں صاحب ۱۹۷۹ء

میں خصوصی ویزہ پر پاکستان تشریف لائے تھے اُس وقت آپ شیخ عبداللہ کی کابینہ میں وزیر تھے۔ آپ کا دورہ پاکستان آپ کے بہنوئی سابق وزیر تعلیم و اطلاعات آزاد کشمیر سید محمد عبداللہ شاہ آزاد کی وفات کی بنا پر تھا پاکستان اور آزاد کشمیر میں حضرت میاں صاحب کے عقیدت مندوں اور مریدوں نے آپ کا محبت عقیدت واحترام سے خیر مقدم کیا۔

دورۂ میرپور کے دوران آپ کے ایک مرید چودھری محمد بشیر نے عرض کی کہ حضرت میرے ہاں کئی سالوں سے اولاد نہیں ہو رہی۔ دُعا فرماویں کہ اللہ پاک مہربانی فرماویں۔ آپ نے دُعا فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جلد تمہاری خواہش پوری کر دے گا۔ اور تمہارے گھر بچہ ہوگا۔ اس کا نام محمد نیاز رکھنا۔ چودھری محمد بشیر کئی سالوں سے نا اُمیدی کا شکار تھا مگر اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور سال کے اندر اس کو بیٹا عطا کیا۔ اس کا نام محمد نیاز رکھا گیا۔

سرکارِ دو عالم صلعم سے اجازتِ بیعت کا حاصل ہونا

قطبِ دوراں حضرت جی صاحب لاڑوی کے وصال کے بعد تبلیغ اسلام کی بڑی ذمہ داری حضرت بابا صاحبؒ کے کندھوں پر آن پڑی۔ مُرشدِ کامل کی جُدائی کوئی معمولی بات نہ تھی۔ مگر حضرت بابا صاحبؒ بھی لاڑ شریف کی اُس بھٹی سے کندن بن کر نکلے تھے جو آپ کے شیخِ کامل نے عبادت و ریاضت اور سالہا سال کی چلہ کشی کے بعد تیار کی تھی۔ تبھی تو حضرت جی صاحب قبلہ نے حضرت بابا صاحبؒ کو اپنا جانشین بنایا تھا۔

چنانچہ حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ صاحب نے سلسلۂ تبلیغ کا آغاز کرتے ہوئے لوگوں کو بیعت کرنا شروع کر دیا۔ ملک کے ہر حصے سے لوگ لاہ شریف پہنچ کر حضرت بابا صاحبؒ سے فیض حاصل کرنے لگے۔ ایک بار آپ نے لاہ شریف کی مسجد میں ایک شخص کو بیعت کیا تو رات کو ہاتفِ غیبی سے آواز آئی ہر ایک کو میرا نام بتانے سے گریز کریں۔

اس آواز پر آپ نے بیعت کا سلسلہ بند کر دیا اور تقریباً چھ ماہ تک کسی کو بیعت نہ کیا۔ لوگ آتے، بیعت کے لیے مجبور کرتے مگر میں نے یہ سلسلہ بند رکھا۔ دل پریشان تھا۔ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کی دُعا کرتا رہا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے کرم کیا۔ فرماتے ہیں:۔

ایک رات خواب میں حضور سرکارِ دوعالم کے دربار میں مدینہ طیبہ میں رسائی ہوئی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ میں دُور سے آیا ہوں۔ میرا نام سید نوران شاہ ہے۔ مزید کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضور اپنی زبانِ مُبارک سے فرماتے ہیں:۔

تم نے لوگوں کو بیعت کرنا کیوں بند کر دیا ہے۔ اس کے بعد اپنا دایاں دستِ مبارک میری طرف بڑھا کر میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا۔ آج کے بعد تم کو میری طرف سے اجازت ہے۔ جاؤ لوگوں کو بیعت کرو اور دین کی تبلیغ جاری رکھو۔ اس کے بعد حضرت حاجی باباؒ نے بیعت اور تبلیغ کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا۔

اس طرح حضرت حاجی بابا سید نوران شاہؒ کو دربارِ رسالتؐ سے بیعت و تبلیغ کی اجازت حاصل تھی۔ کیوں نہ ہو آپ آلِ نبیؐ اولادِ علی کرم اللہ وجہٗ تھے اور بقول علامہ اقبالؒ ؎

دارا و سکندر سے وُہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بُوئے اسد اللّٰہی

حضرت حاجی باباؒ کی کرامات

حضرت حاجی بابا سید نوران شاہؒ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ آپ ایک بلند پایہ صاحبِ کشف و کرامات ولی اللہ تھے۔ شریعتِ مطہرہ کے حد درجہ پابند۔ زندگی اسلامی اصولوں کی کامل نمونہ تھی۔ پوری زندگی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پیکر رہے۔ ہر قول اور فعل شریعت مُطہرہ کا عملی نمونہ ہوتا تھا۔ آپ کی کرامات بے شمار ہیں۔ ذیل میں تبرکاً چند کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

جذام اور کوہڑ کے مریض آپ کے لنگر سے کھانا کھا کر اکثر صحت یاب ہوتے۔ ان لوگوں کو حضرت کے حُکم سے لسی دی جاتی تھی۔ حالانکہ طبی لحاظ سے لسی اس مرض میں اضافہ کرتی ہے۔ لیکن یہ رُوحانی طب ہے یہاں شفاء کا تعلق دوا کی بجائے دُعا سے ہوتا ہے۔ عبدالکریم نامی ایک شخص کو اس حد تک یہ مرض تھا کہ اس کے پاؤں کے تلوے بھی اس کا شکار تھے اور وہ آسانی سے چل پھر نہ سکتا تھا۔ کچھ عرصہ آپ کے لنگر پر رہا۔ ایک دن آپ نے لسی منگوائی اس میں کچھ خود نوش فرمائی باقی اس کو پینے کے

لٹے دی۔ اور فرمایا جاؤ فلاں درخت کے نیچے لیٹ جاؤ۔ وہ لیٹ گیا گرمی محسوس ہوئی، قریب ہی ایک ندی تھی اس میں اُتر کر غسل کیا۔ باہر نکلا تو گویا مرض تھا ہی نہیں۔ اسی طرح مصری نامی ایک شخص آپ کے لنگر سے کھانا کھا کر شفایاب ہو گیا۔

جنگلی جانوروں کا غائب ہونا

ریاست کشمیر میں فصل کے تیار ہونے پر جنگل سے جانور نکل کر آتے اور فصلوں کو اجاڑ جاتے۔ لوگ بڑے پریشان تھے۔ انہوں نے حضرت حاجی باباؒ کے بارے میں سُن رکھا تھا۔ ایک بار حضرت صاحب کا ادھر سے گزر رہا تھا۔ ان لوگوں کو معلوم ہوا تو آپ کی خدمت میں آئے اور صورت حال بیان کی۔ حضرت حاجی باباؒ آبادی سے باہر تشریف لے گئے۔ مٹی دم کی۔ جنگل کی طرف پھینکی اور جانوروں سے مخاطب ہو کر فرمایا ان غریب لوگوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے جو ان کی روزی برباد کرتے ہو۔ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اس کے بعد جانوروں نے اُدھر کا کبھی رُخ نہ کیا اور دریائے ہرناس کے دوسری طرف بھاگ گئے۔ اس پر علاقہ کے لوگوں نے فصل سے سُوکھا راشن (باباجی کے لنگر کا حصہ) سالانہ دینا شروع کیا۔ آج تک جاری ہے اس دُعا کے اثر سے گُول، بھدرواہ، بُدھل، کشتواڑ وغیرہ کے جنگلوں میں جانور آبادی سے دُور ہو گئے۔

پانی کا چشمہ جاری ہونا

حضرت حاجی باباؒ کشمیر میں علاقہ تھرو کے دَورہ پر تھے۔ موضع موہڑہ سلک میں پہنچے۔ وہاں کی خوبصورت وادی کو دیکھ کر آپ مسرور ہوئے۔ نورالدین کول کا بیان ہے کہ جب آپ نے فرمایا یہاں کی زمین بہت اچھی ہے تو ہم لوگوں نے عرض کی حضرت زمین تو اچھی ہے لیکن پینے کا پانی بہت دُور ہے ہمیں ناقابلِ بیان تکلیف اُٹھا کر دور سے پانی لانا پڑتا ہے۔ حضرت نے وہیں کھڑے ہو کر پانی کے لیے دُعا فرمائی۔ کھدائی کا سامان منگوا کر ایک جگہ نشان لگا دیا اور بسم اللہ شریف پڑھ کر دم کیا فرمایا یہاں سے کھدائی کرو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دُعا سے پانی کا چشمہ جاری فرما دیا جو آج تک ہر موسم میں اسی طرح جاری رہتا ہے۔ یہ نگاہِ ولی کی تاثیر ہے۔

نگاہِ ولی کا تصرف

جیسا کہ حدیث شریف میں بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق ؓ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے یمن میں مسلمان مجاہدین دشمن کے گھیرے میں آ گئے۔ مدینہ پاک سے حضرت فاروق اعظم ؓ نے فرمایا یاساریۃ الجبل۔ اے ساریہ ؓ پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاؤ۔ حضرت ساریہ ؓ نے وہاں یہ آواز سُنی اور پہاڑ کے دامن میں پناہ لی۔ یہ حضور نبیؐ اکرم کے ایک صحابی کی نگاہ کا تصرف تھا۔ اب حضور علیہ السلام کے ولی کی نگاہ کا تصرف ملاحظہ ہو۔

قاضی گنڈ کشمیری کا واقعہ ہے۔ موسٰی خان ساکن مضموع نے بیان کیا کہ میں بچپن میں اپنے ننھیال میں تھا۔ بستر میں کانگڑی رکھ کر سو گیا۔ اتفاق سے حضرت حاجی باباؒ ہمارے گھر تشریف لائے۔ میرے والد صاحب غلام محی الدین عرف محمد خان سے فرمایا۔ جلدی جاؤ۔ موسٰی خان کو آگ کا خطرہ ہے۔

والد صاحب حضرت صاحبؒ کا ارشاد سُن کر جلدی سے میرے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ میں سویا ہوا ہوں اور کانگڑی سے آگ بستر میں لگ چلی ہے۔ والد نے آگ بجھائی اور مجھے بستر سے اُٹھایا۔ یوں حضرت قبلہ کی نگاہِ کرم نے مجھے آگ سے محفوظ رکھا۔

آپ کی دُعا سے برفانی تودے سے نجات مِل گئی

تحصیل قاضی گنڈ میں موضع مضموع ایک ایسی پہاڑی کے دامن میں واقع ہے جو خاص برفانی اور سرد ترین علاقہ ہے۔ پہاڑ کی ڈھلوان کے باعث ہر سال برفانی تودے گرتے اور آبادی کو نقصان پہنچاتے۔ ہر سال جانی و مالی نقصان بھی ہوتا تھا۔ ایک بار حضرت صاحبؒ وہاں تشریف لے گئے۔ لوگوں نے اس مصیبت سے نجات کے لیے اللہ تعالٰی سے دُعا کی درخواست کی۔ آپ نے دُعا فرمائی اور کچھ کنکریاں دم کر کے فرمایا کہ اس پہاڑی کے دامن میں رکھ دیں۔

اس کے بعد ایک دفعہ برفانی تودا گرا۔ تھوڑا نیچے آ کر پھر اُوپر کی طرف چلا گیا۔ اس غیر معمولی واقعہ کے بعد آج تک برفانی تودا گرنے سے وُہ علاقہ محفوظ ہے۔

آپ کی کرامت سے چور کا ظاہر ہونا

تقسیم برصغیر سے پہلے حضرت حاجی باباؒ صاحب ایک بار حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے دربار پر تشریف لے گئے۔ حضرت پیر الحاج سید محمد شاہ صاحب نے ذکر کیا کہ حضرت صاحب واپسی پر کالو چک گجرات تشریف لائے۔ وہاں آپ کے خلیفہ حافظ امام دین صاحب کی صاحبزادی کے گھر چوری ہوگئی۔ حافظ صاحب تھانے میں رپورٹ درج کرانا چاہتے تھے۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا۔ رپورٹ درج نہ کرائیں۔ میرے ساتھ بھمبر تک سواری کا گھوڑا لے کر جائیں۔ خدا بہتر کرے گا۔ چوری کی وجہ سے پریشان نہ ہوں۔

حافظ امام دین نے گھوڑا لیا اور حضرت صاحبؒ کے ہمراہ چلے گئے۔ رپورٹ درج نہ کرائی۔ اسی دوران گاؤں کا ایک آدمی مکان کی چھت پر چڑھا اور بلند آواز سے پکارنے لگا کہ چوری میں نے کی ہے۔ مجھے فلاں آدمیوں نے چوری پر آمادہ کیا۔ اُن لوگوں نے اس کو مارنا چاہا لیکن وہ کہنے لگا کہ حضرت حاجی بابا بار بار میرے سامنے آتے ہیں اور سچ بولنے پر مجبور کرتے ہیں۔

لاعلاج مریض کا صحت یاب ہونا

ایک مولوی صاحب عبدالرشید مظفر آباد کے رہنے والے تھے۔ جذام کے موذی مرض کا شکار تھے۔ دہلی تک علاج کی غرض سے گئے۔ مشہور زمانہ حکیم اجمل خان سے بھی علاج کرایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دیا۔ ان کا منہ اس مرض سے بُری طرح متاثر تھا۔

لاہ شریف میں حضرت حاجی باباؒ کی کرامات کا سن کر آیا اور حضرت صاحبؒ سے پوری کہانی بیان کی۔ آپ نے فرمایا میرے لنگر سے کھانا کھاؤ۔ لسی پیو، یہیں رہو۔ اس نے کہا ڈاکٹروں نے مجھے بستر اور برتن الگ کرنے کو کہا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ ڈاکٹر ہیں یہاں ہم اکٹھے کھائیں گے اکٹھے رہیں گے۔ آگے اللہ مالک ہے چند دن تک لنگر کی روٹی کھانے کا اثر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان مولوی صاحب کو صحت یاب کیا اور وہ مولوی صاحب عرصہ تک لاہ شریف کے درس میں پڑھاتے رہے اور لسی کا استعمال کرتے رہے حالانکہ طبی لحاظ سے لسی جذام کے مرض کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔

ولی کی شان میں گستاخی کرنے والے کا حشر

حضرت حاجی بابا جہلان میں تھے۔ آپ کے مُرید عبدالقادر کا گھر تھا۔ وہاں کا نمبردار بہت گستاخ اور متکبر قسم کا تھا۔ وہ حضرت صاحب کی موجودگی میں عبدالقادر سے کہنے لگا حُقّہ لاؤ۔ حضرت صاحب حُقّہ تمبا کو والے کو پاس نہ بیٹھنے دیتے تھے۔ اُس نے جان بُوجھ کر یہ گستاخانہ حرکت کی اور حُقّہ لے کر اس کا کش غرور کے ساتھ حضرت صاحب کی طرف پھینکا۔ آپ نے فرمایا شرم کرو۔ کیوں مجھ کو تکلیف دیتے ہو۔ نمبردار اُٹھ کر چلا گیا۔ قدرت کا کرشمہ دیکھئے ولی اللہ کی شان میں بے ادبی کرنے کی سزا اس کو فوراً ملی اور جسم کا آدھا حصہ خراب ہوگیا۔ نمبردار کی عورت روتی پیٹتی آئی اور اپنے سر کی چادر اُتار کر حضرت صاحبؒ کے سامنے رکھ دی۔ آپ نے فرمایا عورت کو سر ننگا نہیں کرنا چاہیئے۔ اس نے عرض کی حضرت میرا سر آپ ہی ڈھانپ سکتے ہیں۔ یہ چادر آپ کی وجہ سے اُتری ہے۔ دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ میرے خاوند کو گستاخی کی سزا سخت ملی ہے اور میرے خاوند کا دائیں طرف کا جسم کا حصہ خراب ہوگیا۔ حضرت صاحب نمبردار کے گھر تشریف لے گئے رات وہاں قیام کیا اور اس کے لیے دُعا فرمائی۔ خدا نے اسے صحت یاب کیا۔ وہ دونوں میاں، بیوی حضرت حاجی باباؒ کے مرید ہو گئے۔

حضرت کی دُعا سے مُریدوں کا محفوظ ہونا

قاضی گٹ ڈیں موضع مقصورع میں آپ کے مریدوں نے گائے ذبح کرلی جس کی خبر پولیس کو ہوگئی۔ گائے کے ذبح کرنے پر سات سال کی سزا مقرر تھی۔ پولیس آئی گوشت بوریوں میں بھر کر لے گئی۔ مُرید آپ کے پاس آئے۔ ڈرے اور سہمے ہوئے یہ واقعہ بیان کیا۔ ڈوگرہ کا دَور تھا خوف وہراس کی فضا پیدا ہوگئی۔ آپ نے مریدوں کو تسلی دی اور خود دربارِ خداوندی میں دُعا کے لیے مصروف ہو گئے۔ تھانہ میں جا کر پولیس نے بوریاں کھولیں تو ان میں گوشت کی بجائے چاول اور آٹا بھرا ہوا تھا۔ پولیس حیران رہ گئی اور وہ بوریاں اسی طرح ان لوگوں کو واپس کر دیں۔ جب ان لوگوں نے دوبارہ گاؤں پہنچ کر بوریاں کھولیں تو ان میں سے وہی گوشت برآمد ہوا۔ یوں حضرت کی دُعا سے مرید محفوظ رہے۔

برِصغیر کی تقسیم کا انکشاف

برصغیر کی تقسیم سے دو سال قبل آپ نے ۱۹۴۶ء میں فرمایا میں اب مراقبہ نہیں کرتا۔ اس لیے کہ جب مراقبہ کرتا ہوں تو مجھے ہندو، سکھ اور مسلمان آپس میں لڑتے نظر آتے ہیں۔ خون کی ندیاں بہتی نظر آتی ہیں۔ آپ نے ۱۹۴۸ء کی جدوجہد آزادی کے تمام واقعات کا دو سال قبل انکشاف فرما دیا تھا۔

کشمیر کی تقسیم

۱۹۴۷ء میں حضرت بابا صاحبؒ نے ایک خواب دیکھا اور فرمایا کہ خواب میں دیکھا ہے کہ کشمیر کی جنگ بند ہو گئی ہے۔ چند افراد تقسیم کشمیر کے لیے نقشہ پر جریب کی طرح پر لکیریں کھینچ رہے ہیں اور دریائے چناب کے پار جموں کا علاقہ ہندوستان میں شامل ہو گیا ہے اور چناب کی دوسری طرف کا علاقہ پاکستان کو مل گیا ہے۔ حضرت نے یہ خواب سینکڑوں عقیدت مندوں کے سامنے بیان کیا۔ اکثر لوگ اب تک زندہ ہیں۔ ابھی تک کشمیر کی تقسیم تو نہیں ہوئی البتہ جنگ بندی کی وجہ سے کشمیر دو حصوں میں بٹ گیا ہے۔

کارپوریشن کے قرض سے نجات

ہجرت کر کے بے شمار مہاجرین کس مپرسی کی حالت میں مختلف جگہوں پر آئے۔ وزارت امورِ کشمیر نے اُن مہاجرین کی امداد کے لیے ایک کارپوریشن قائم کی جس کے ذریعہ مہاجرین کو قرضہ جات جاری کئے گئے تاکہ مہاجرین کاروبار کر سکیں۔ اکثر لوگوں نے رقم خرچ کر دی نہ اقساط ادا کیں۔ نہ ہی کاروبار کیا۔ کچھ عرصہ بعد کارپوریشن نے قرضہ کی ادائیگی کے نوٹس جاری کئے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کہ جن لوگوں نے ضمانت دی ہے وہ ادائیگی کے ذمہ دار ہوں گے۔ سب لوگ پریشان تھے۔

پریشان حال لوگ سرائے عالمگیر حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورتِ حال عرض کی۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کریں اللہ پاک بہتر صورت پیدا کرے گا۔ اس کے کچھ دنوں بعد کارپوریشن نے فیصلہ کیا جن لوگوں کے منظور شدہ شہری کلیم ہیں وہ اس کلیم کی کمپنسیشن بک سے قرض کی رقم وضع کرا لیں۔ جن کا اپنا کلیم نہیں وہ دوسرے کے کلیم سے وضع کرا سکتا ہے۔ اس طرح غریب لوگوں کو قرض سے نجات مل گئی۔

آپ کی دُعا سے تبادلہ منسُوخ

لالہ موسٰی میں آپ کے عقیدت مند چوہدری غلام علی تھے جو ٹریننگ سکول کے پرنسپل تھے۔ ان کی خواہش کے خلاف ان کا دُوسری جگہ تبادلہ ہو گیا۔ وہ آرڈر ملنے پر سامان باندھ کر پوری تیاری کر کے دوسری جگہ روانہ ہونے کو تھے کہ حضرت صاحب کو علم ہوا۔ آپ نے فرمایا غلام علی تمہاری نوکری ہمیشہ کے لیے لالہ موسٰی میں پکی ہو گئی۔ انشاء اللہ تمہارا تبادلہ نہیں ہوگا۔ اتنے میں غلام علی کے تبادلہ کی منسوخی کا حکم آگیا۔ چوہدری غلام علی کی تمام ملازمت لالہ موسٰی میں گزری۔ انھوں نے وہاں زمین خرید کر اپنا رہائشی مکان تعمیر کر لیا اور اب مستقل طور پر وہاں ہی آباد ہو گئے ہیں۔

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی　　　بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

سرکاری گنتی میں ناکام اُمّیدوار کی کامیابی

۱۹۶۱ء میں ایوب خان مرحوم نے بنیادی جمہوریت کے الیکشن کرائے۔ سرائے عالمگیر میں حضرت صاحبؒ کے پڑوسی راجگان راجہ محمد اشرف خان اور راجہ محمد اکرم خان دونوں بھائی بی ڈی کے الیکشن میں کھڑے تھے۔ ووٹنگ میں راجہ محمد اشرف صاحب کو بہت زیادہ ووٹ ملے اور وہ کامیاب ہو گئے لیکن راجہ محمد اکرم خان کے بکس میں کم ووٹ پڑے اور وہ ناکام ہو گئے۔ راقم نے حضرت صاحبؒ سے عرض کیا کہ آپ کا پڑوسی ہار گیا۔ ہمیں راجہ محمد اکرم کے ہارنے کا زیادہ دکھ اس لیے تھا کہ راجگان کا تعلق مسلم لیگ سے تھا۔ حضرت حاجی باباؒ مراقبے میں گئے اور فرمایا نہیں۔ میرا پڑوسی جیت گیا ہے۔ آپ کے ایک پوتے نے قسم اٹھا کر کہا کہ راجہ محمد اکرم خان ناکام ہو گئے۔ آپ نے جلال میں آکر فرمایا کہ راجہ اکرم ہی کامیاب ہوگا۔ راقم یہ جواب سُن کر راجہ محمد اکرم کے پاس گیا جو مایوس بیٹھے تھے۔ ان کو بتایا کہ حضرت حاجی باباؒ فرماتے ہیں کہ آپ ہی کامیاب ہیں۔ راجہ صاحب نے عذرداری داخل کر دی۔

اللہ پاک نے باباصاحبؒ کے ارشاد کو سچ کر دکھایا۔ عذرداری میں راجہ محمد اکرم خان ہی کامیاب قرار دیے گئے اور انھوں نے ہی حلف اُٹھایا۔ راجہ صاحب خُدا کے فضل سے آج بھی سرائے عالمگیر میں موجود ہیں اور حضرت صاحبؒ کی کرامات کے گواہ اور دل سے معترف ہیں۔

حضرت صاحبؒ کی کرامات بے شمار ہیں۔ یہ چند کرامات تبرکاً "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر یہاں درج کی گئی ہیں۔ کرامات کا ظہور تو آپ کے اکثر خلفاء سے بھی ہوا۔ آپ تو قطبِ دوراں اور غوثِ زمانہ تھے اور پوری زندگی شریعتِ محمدیؐ کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے حضرت نے ہزاروں دلوں کو نورِ معرفت سے منور کیا۔

حضرت حاجی بابا سیّد نوران شاہؒ کے خلفاءؒ

قطبِ دوراں شیخِ طریقت حضرت باباؒ نے پوری ایک صدی تک ریاست جموں و کشمیر اور پاکستان و ہندوستان میں دین اسلام کا ڈنکا بجایا۔ حدِ شمار کہ جموں و کشمیر کے دونوں اطراف آپ کے مریدوں کی تعداد بے شمار ہے۔ بے شمار حضرات کو آپ نے خلافت عطا کی۔ ذیل میں بعض مقتدر و معروف خلفاء حضرات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے دَور میں آفتاب عالم تاب بن کر چمکے۔ اس طرح سلسلۂ عالیہ قادریہ نقشبندیہ چشتیہ سہروردیہ لاشریف کا فیض لے کر اں بن کر مخلوقِ خداؐ کو ہدایت کا راستہ دکھا رہا ہے۔

حضرت میاں محمد حسین صاحب

حضرت میاں محمد حسین صاحب بمقام جھلان گول گلاب گڑھ ضلع ریاسی کشمیر کے رہنے والے تھے آپ حضرت حاجی باباؒ کے مرید سالک اور مقتدر خلیفہ تھے۔ حضرت حاجی باباؒ کی خصوصی توجہ کو حضرت میاں محمد حسین نے ادب و احترام اور زہد و تقویٰ کے ساتھ اپنے لئے رُوحانی غذا بنا لیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ حضرت میاں محمد حسین صاحب کا شمار ریاست کے بزرگ اولیاء کرام میں ہوتا ہے۔ حضرت میاں صاحب سے بھی بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ کثرتِ ذکر سے آپ کا قلب جاری تھا۔ راقم نے خود بھی اُن کی زیارت کی ہے۔ ۱۹۴۷ء کی ہجرت کے بعد اُن سے ملاقات نہ ہو سکی۔ حضرت میاں محمد حسین صاحب کا مزار جھلان میں ہی واقع ہے۔ اُن کا فیض آج بھی جاری ہے۔ آپ کے صاحبزادے میاں غلام جیلانی صاحب آپ کے مشن کو جاری کئے ہوئے ہیں۔

حضرت الحاج سیّد محمد شاہ صاحب

آپ حضرت حاجی باباؒ کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ قرآن مجید کے بہترین قاری، منفرد رُوحانی شخصیت

اور ایک صاحبِ نظر بزرگ ہیں. آپ حضرت صاحبؒ کے مقتدر خلیفہ ہیں. آپ اس وقت بارہ مرتبہ حج کی سعادت حاصل کر چکے ہیں، آپ ایک باعمل، متقی پرہیز گار اور روشن ضمیر فقیر ہیں. بلاشبہ اس گئے گزرے دور میں بھی حضرت الحاج محمد شاہ صاحب کا وجود باعثِ رحمت وخیر و برکت ہے. آپ پچاس سال سے متواتر رجب و شعبان شریف کے روزے رکھتے ہیں. شریعتِ مطہرہ کے اس حد تک پابند ہیں کہ آپ کی موجودگی میں جاننے والوں کو ننگے سر آنے کی جرأت نہیں ہوتی. نہ ہی سگریٹ وغیرہ کا نشہ کرنے والے آپ کا سامنا کرنے کی جرأت کرتے ہیں. آپ کے مرتبہ ومقام کا اندازہ کیجئے.

حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ صاحب ایک بار امرتسر میں مقیم تھے. آپ خلیفہ حضرت میاں محمد حسین ہمراہ تھے. صبح حضرت صاحبؒ کی خدمت میں میاں محمد حسین صاحب نے خواب بیان کرتے ہوئے کہا کہ رات کو حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی قطب ربانی تشریف لائے. حضرت حاجی محمد شاہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا. حضرت میاں صاحب نے خواب بیان کرنا شروع کیا تو حضرت نے فرمایا میاں صاحب ٹھہر جائیں.

حضرت حاجی بابا نے قلم منگوا کر تحریری طور پر حضرت حاجی محمد شاہ صاحب کو خلافت کی اجازت عطا کی اور آپ کے سر پر دستارِ خلافت رکھتے ہوئے فرمایا میاں صاحب اب اپنا خواب پورا کریں تو میاں صاحب نے خواب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ، حاجی محمد شاہ صاحب کا ہاتھ پکڑ کر فرماتے ہیں. ایک جگہ سلسلۂ نقشبندیہ کے خلیفہ کی خالی ہوگئی ہے اس کے لیے حاجی محمد شاہ کا تقرر کیا جاتا ہے حضرت حاجی صاحب اپنے پیر خانہ کا بے حد احترام کرتے ہیں. آپ کے صاحبزادے حاجی شاہ عبدالعزیز صاحب بھی درویش صفت اور زاہدِ شب بیدار ہیں. ان کو بھی حضرت حاجی بابا کی طرف سے خلافت حاصل ہو چکی ہے. بڑے صاحبزادے لیسین شاہ صاحب ہیں دو مرتبہ حج کی سعادت حاصل کر چکے ہیں. مولوی لیسین شاہ صاحب تبلیغ اسلام کے لیے وقف ہیں. حاجی صاحب کی رہائش نروال میں ہے لیکن ابتدا سے کالو چک ان کا مسکن ہے.

حضرت پیر جماعت علی شاہ لمبروٹی رحمۃ اللہ علیہ

ریاست جموں وکشمیر کے معروف رُوحانی پیشوا، اور جدوجہد آزادیٔ کشمیر کے مقتدر رہنما پیر سید جماعت علی شاہ لمبروٹی کو بھی آپ سے خلافت حاصل تھی. آپ پیرِ طریقت قطبِ زمانہ مولوی سید حبیب شاہ کے فرزند اور سجادہ نشین تھے. پندرہ سال تک کشمیر اسمبلی کے ممبر منتخب ہوتے رہے. آپ کا وصال ۵ دسمبر ۱۹۶۰ء

ین ہوا۔ اپنے والدِ گرامی قدر کے پہلو میں دفن ہوئے۔

پیر جماعت علی شاہ کے چھوٹے بھائی پیر سیّد مقبول حسین شاہ المعروف مُنّو پیر کو حضرت بابا صاحبؒ کی طرف سے شرفِ خلافت حاصل ہے۔ پیر مقبول حسین شاہ صاحب بچپن سے یادالٰہی میں مصروف رہے۔ جنگلوں میں اور دریاؤں میں جھونپڑیاں ڈال کر چلّہ کشی کرتے رہے۔ آپ عالم باعمل اور مادرزاد ولی ہیں۔ حدِ متارکہ کے دونوں جانب آپ کے بے شمار مرید ہیں۔ آپ کی ابتدائی بیعت اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اس طرح وہ گولڑہ شریف کے بھی فیض یافتہ ہیں۔

پیر سیّد حسن شاہ صاحب

پیر سیّد حسن شاہ صاحب پھاگلہ تحصیل مہنڈر میں مقیم تھے۔ آپ حضرت حاجی بابا کے محبوب ترین خلیفہ اور صاحبِ کشف و کرامات بزرگ تھے۔ ہر وقت یادالٰہی میں مصروف رہتے۔ علاقہ کشتواڑ اور بھدرواہ میں آپ کے مُریدوں اور عقیدت مندوں کی بڑی تعداد ہے۔ ضلع سیالکوٹ میں بھی آپ کے کافی مرید ہیں حج کے لیے تشریف لے گئے۔ دورانِ حج ہی وصال ہوا۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ آپ کے ایک صاحبزادے سیّد سرور شاہ صاحب فارغ التحصیل عالم ہیں۔ کشتواڑ میں درس و تدریس کا کام کرتے ہیں دوسرے صاحبزادے یوسف شاہ لسانہ میں مقیم ہیں۔

حاجی سیّد امیر شاہ صاحب

حضرت حاجی سیّد امیر شاہ صاحب ایک عالمِ باعمل شب و روز یادِ الٰہی میں مصروف رہنے والے بزرگ تھے۔ حضرت حاجی باباؒ کے خلیفہ تھے۔ ساری زندگی پیر کے آستانہ پر گزاری، اور آستانہ عالیہ لاہ شریف کے مدرس رہے۔ راجوروی والی سادات برادری کے اُستادِ کُل ہیں۔ نہایت کم گو اور حلیم الطبع تھے۔ غصہ کو کبھی اپنے قریب تک نہ پھٹکنے دیتے تھے۔ ایک بار کسی نے قضاء نماز کے بارے میں مسئلہ پُوچھا فرمایا خدا کے فضل سے میری نماز کبھی قضاء ہی نہیں ہوئی۔ تہجد گزار تھے عُمر بھر سادگی کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ شریعتِ محمدیؐ کا عملی نمونہ تھے۔ ۱۹۸۰ء میں سڑک پار کرتے ہوئے نورپور سیّداں میں ایک موٹر سائیکل کی زد میں آکر اللہ کو پیارے ہوئے اور اپنے مُرشد کے دربار کے سامنے صحنِ مسجد میں مدفون ہوئے۔

درویش غلام محمدؐ صاحب

درویش غلام محمد صاحب موضع مانی گام تحصیل بانڈی پورہ کشمیر کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت حاجی باباؒ کے اولین خلفاء میں سے ہیں۔ باخدا بزرگ تھے۔ قلندرانہ طبیعت کے مالک تھے۔ آپ کو اپنے مُرشد سے بے پناہ عقیدت تھی۔ جب حضرت صاحب ہجرت کر کے سرائے عالمگیر تشریف لائے تو درویش غلام محمد جدائی برداشت نہ کر سکے اور سرائے عالمگیر پہنچ گئے۔ کافی عرصہ مُرشد کی خدمت میں رہے اور پھر حضرت کی ہدایت پر واپس تشریف لے گئے۔ درویش صاحب کا انتقال مانی گام میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔

حضرت میاں دین محمد صاحب

سنگروین تحصیل پلوامہ کشمیر کے حضرت میاں دین محمد صاحب نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا شمار باباصاحبؒ کے اولین خلفاء میں ہوتا ہے۔

حضرت میاں محمدؐ قاسم

حضرت میاں محمد قاسم صاحب کشتواڑ بھدرواہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کو بھی حضرت حاجی باباؒ کی طرف سے خلافت کا شرف حاصل تھا۔

حافظ امام دین صاحب

حضرت حافظ امام دین صاحب کالوچک گجرات کے رہنے والے ہیں۔ آپ کو حضرت حاجی باباؒ سے جو تعلق خاطر اور خصوصی لگاؤ تھا۔ اس کا اثر تھا کہ حافظ صاحب تقسیم ملک سے قبل کئی بار پیدل مُرشد کے دیدار کے لیے لاہ تشریف گئے اور پیر پنجال کو عبور کر کے کاتر کھل گئے۔ جہاں حضرت باباصاحبؒ کا سرمائی مقام ہوتا تھا۔ حافظ صاحب پر اللہ کا اتنا کرم تھا کہ دو دن میں قرآن مجید ختم کر لیتے ہیں۔ حافظ قرآن اور صحیح درویش ہیں۔

پیر سید مہر علی شاہ صاحب بمبروٹی

پیر حاجی سید مہر علی شاہ صاحب آف بمبروٹ کو حضرت بابا صاحبؒ سے خرقۂ خلافت حاصل تھا آپ کے والد حضرت پیر عمران شاہ صاحب بھی ایک کامل بزرگ تھے۔ پیر حاجی مہر علی شاہ صاحب نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ ہجرت کے بعد بر موضع تحصیل و ضلع کوٹلی میں رہائش اختیار کی۔ اس علاقہ میں ان کے کافی عقیدت مند اور مرید ہیں۔ یہیں پر آپ کا مزار ہے۔ آپ کے صاحبزادگان حاجی سید محمد علی شاہ اور حاجی سید قاسم شاہ اپنے والدِ گرامی کے نقشِ قدم پر دین کی خدمت کر رہے ہیں۔

پیر سید حاکم علی شاہ صاحبؒ بمبروٹی

پیر سید حاکم علی شاہ صاحبؒ بمبروٹی حضرت قبلہ سید بابا صاحب کے حقیقی بھانجے تھے۔ نہایت خوش اخلاق بزرگ تھے۔ اُن کو حضرت بابا صاحبؒ سے حد درجہ عقیدت تھی۔ بابا صاحبؒ سے احترام کا یہ عالم تھا کہ آپ کی اولاد میں سے کوئی فرد آتا دیکھ کر کھڑے ہو جاتے اور نہایت عقیدت سے پیش آتے۔ حضرت بابا صاحبؒ کو بھی آپ سے اسی پیار تھا۔ خدا یاد بزرگ تھے۔ آپ کثرت سے درود شریف کا وِرد کرنے اور ہمیشہ تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے۔ آپ کو ذکر رُوحی مراقبہ حاصل تھا جس کی بنا پر آپ کا قلب جاری تھا۔ آپ کو حضرت بابا سے چاروں سلسلوں میں خلافت کا شرف حاصل تھا۔ آپ کا مزار سدوال چکوال میں ہے۔

پیر حاجی سید حسین شاہ صاحبؒ بمبروٹی

پیر سید حسین شاہ صاحب بمبروٹی کو بھی حضرت بابا صاحبؒ سے خلافت کا شرف حاصل تھا۔ آپ کا گھرانہ روحانیت کا گہوارہ تھا اور تبلیغ اسلام کے سلسلے آپ کے خاندان کی بے پناہ خدمات ہیں۔ پیر سید عمران شاہ صاحب آپ کے بڑے بھائی تھے جن کا شمار مشائخ میں ہوتا ہے۔ پیر سید حسین شاہ صاحب کی ساری زندگی درویشی میں گزری، آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ بمبروٹ سے ہجرت کر کے کوٹلی آزاد کشمیر تشریف لائے۔ وہیں انتقال فرمایا۔ آپ کے صاحبزادوں میں مولوی سید

محبوب شاہ صاحب مرحوم نے تحریکِ آزادیٔ کشمیر میں بڑی خدمات انجام دی ہیں۔

حاجی سید محمد انور شاہ صاحب

حاجی سید محمد انور شاہ صاحب جو حضرت حاجی سید محمد امیر شاہ صاحب کے بڑے فرزند ارجمند ہیں اور طویل عرصہ سے جامع مسجد سوہاوہ کے خطیب ہیں ان کو بھی حضرت بابا کی طرف سے خلافت کا شرف حاصل ہے۔ آپ تین بار حج بیت اللہ کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ عبادت گزار بزرگ ہیں۔ آپ کو حضرت باباؒ کی بے شمار کرامات کا علم ہے۔ آپ بھی اپنے والدِ محترم کی طرح خدمتِ اسلام میں مصروف ہیں۔

مولوی سید رسول شاہ صاحب

مولوی سید رسول شاہ صاحب ڈڈاج تحصیل راجوری کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار پیر جہان شاہ صاحب ایک بلند پایہ بزرگ تھے۔ مولوی رسول شاہ صاحب بخاری بلند پایہ عالم دین تھے اللہ تعالیٰ نے شکل وصورت میں بھی یکتائے زمانہ بنایا تھا۔ خوش گفتار اور شعلہ بیان مقرر تھے۔ ہجرت کے بعد گجرات اور سرگودھا میں مختلف مقامات پر دینی خدمات انجام دیتے رہے۔ سرگودھا میں ہی مدفون ہیں۔ آپ کے بڑے بھائی مولوی پیر جماعت علی شاہ بخاری ۱۹۶۵ء میں ہجرت کر کے آئے۔ میرپور میں وفات پائی تیسرے بھائی باغ حسین شاہ تھے۔ ان کو بھی بابا صاحبؒ کی ارادت کا شرف حاصل تھا۔ بابا صاحبؒ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ عیدگاہ راولپنڈی میں دفن ہیں۔

سید محمد یٰسین شاہ صاحب راجوری

سید محمد یٰسین شاہ صاحب ولد سید برہان شاہ صاحب راجوری کے موضع دودا سن کے رہنے والے تھے۔ آپ کو بھی حضرت باباؒ سے خرقۂ خلافت کا شرف حاصل تھا۔ اپنے پیر و مرشد سے محبت کا ایک عجیب انداز تھا۔ اپنے پیر خانہ کے پروانے تھے۔ آپ کی اولاد اور خصوصاً آپ کے چھوٹے بھائی سید جماعت علی شاہ بھی حضرت صاحب کے فیض یافتہ اور عقیدت مند ہیں۔ سید یٰسین شاہ صاحب ہجرت کر کے

برموچ ضلع کوٹلی میں آئے وہیں رہائش اختیار کی، وہیں انتقال ہُوا۔ برموچ میں ہی آپ کا مزار ہے۔

حاجی سید محمد انور شاہ صاحب راجوری

حاجی سید محمد انور شاہ صاحب آپ کے حقیقی بھتیجے اور حضرت پیر سید مخدوم شاہ صاحب کے صاحبزادے تھے۔ حسین و جمیل اور حسنِ اخلاق کا مجسمہ تھے۔ فقر و درویشی کا نمونہ تھے۔ حضرت صاحب سے خلافت حاصل تھی۔ آپ کا انتقال لاہ شریف میں ہوا۔ وہیں دفن ہیں۔

حاجی سید بہادر شاہ صاحب

حاجی سید بہادر شاہ صاحب بھی حضرت صاحب کے بھتیجے اور حضرت پیر مخدوم شاہ صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ عبادت گزار، شب بیدار ہیں۔ لاہ شریف میں ہی مقیم ہیں۔ آپ کو بھی حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ صاحبؒ سے خلافت حاصل ہے۔ ان کی دو صاحبزادیاں چھمب اختیار آبادیں ہیں۔

ان خلفاء کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات کو بھی حضرت بابا صاحبؒ سے خلافت کا شرف حاصل تھا۔

۱۔ مولوی محمد خلیل صاحب گول۔

۲۔ سید قمرالدین صاحب بچھرن برادر سید میر قاسم صاحب۔

۳۔ مولوی مہرالدین قمر راجوروی (مدفون نواں شہر ہزارہ)

۴۔ میاں حبیب صاحب ٹھرو۔

۵۔ میاں جمال پلنہڈ۔

۶۔ میاں حبیب صاحب پلنہڈ

۷۔ عبدالعزیز صاحب جنجوعہ چاپنہ ریاسی۔

۸۔ میاں عبداللہ کالس پلنہڈ

۹۔ میاں فقیر محمد صاحب پلنہڈ

۱۰۔ مولوی فقیر شاہ صاحب عیش مقام کچلو

۱۱۔ میاں محمد سلطان صاحب کچلو

۱۲۔ سید گلزار شاہ صاحب چکوال

۱۳۔ حاجی غلام قادر صاحب سنگروئیں۔

۱۴۔ چودھری محمد عبداللہ صاحب۔

۱۵۔ ملک سکال محمد صاحب۔ درہال ملکاں۔

حضرت حاجی باباؒ کے معمولات

قطبِ دوراں واقفِ اسرارِ معرفت حضرت حاجی بابا سید نوران شاہؒ نے بچپن سے وصال تک اپنے معمولاتِ حسنہ کا تسلسل باقاعدگی سے جاری رکھا اور کبھی اس میں فرق نہ آنے دیا۔

روزانہ سات ختم خواجگان حضرت کا ساری زندگی معمول رہا۔ علاوہ ازیں تلاوت قرآن پاک کا ناغہ نہیں کرتے تھے۔ ساری زندگی اپنے ہاتھ سے پانی لے کر وضو فرماتے رہے۔ وضو کے لیے دوسروں کی مدد لینا اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ خالقِ حقیقی کے سامنے سجدہ کرنا ہے تو دوسرے کی مدد سے پانی لینا یا وضو کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ عمر کے آخری حصے میں بھی کوشش کرتے کہ نماز مسجد میں جا کر ادا کریں۔ رات دن ذکر روحی فرماتے اور اکثر مراقبہ کی حالت میں رہتے۔ قلب کی صفائی پر زیادہ توجہ فرماتے۔ ملنے والوں کو چند منٹ سے زیادہ مجلس میں نہ بیٹھنے دیتے۔ سگریٹ وغیرہ کا نشہ کرنے والوں کو تو مجلس میں بیٹھنے کی اجازت ہی نہ دیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ہر وقت خدا سے تعلق قائم رہنا چاہیئے۔ آپ کے وضو سے بھی عجیب قسم کی خوشبو آتی تھی۔ سبحان اللہ۔ اسم پاک بھی نورانی، جسم بھی نورانی، معمولاتِ کریمہ بھی نورانی اور مزار مبارک مرکزِ رشد و ہدایت آپ جیسے بزرگوں کے بارے میں ہی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

نسبتِ اولیاء کیوں ضروری ہے؟

اللہ کے ولی کا دامن پکڑنے کے لیے یہاں ایک مثال پیشِ خدمت ہے تاکہ بات سمجھ میں آ جائے کہ کسی ولی اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا اس کی اصل کیا ہے۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ بجلی کا ایک پاور ہاؤس ہوتا

ہے وہاں سے مختلف لائنیں نکلتی ہیں۔ کسی بلڈنگ میں مختلف بلب جل رہے ہیں، ٹیوبیں روشن ہیں۔ اگر کوئی بلب فیوز ہو جائے تو اس کی روشنی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ پاور ہاؤس میں بجلی ختم ہو گئی بلکہ اس بلب کا کنکشن پاور ہاؤس سے ختم ہو گیا۔ بلاتمثیل مدینہ منورہ ایمان کا پاور ہاؤس ہے۔ گیاں شریف، چوڑہ شریف، تونسہ شریف، سیال شریف، گولڑہ شریف، لار شریف، موہڑہ شریف، نور پور سیداں، جلالپور شریف، پاک پتن شریف، شرق پور شریف اور دیگر سینکڑوں مراکز اولیاء اللہ اس کی لائنیں ہیں جن کا دامن ان مقدس مراکز سے وابستہ ہے وہ یقیناً صحیح راستے پر گامزن ہیں۔ جو لوگ محض تنقید کرتے ہیں ان کا ایمانی کنکشن فیوز ہو گیا ہے۔ خدا ہدایت دے۔

حضرت حاجی باباؒ کی شانِ بے نیازی

سنہ ۱۹۳۱ء میں ریاست جموں و کشمیر میں جدوجہد آزادی کا آغاز ہوا۔ ریاست کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک مسلمان اپنے حقوق کے حصول کے لیے میدانِ عمل میں آئے۔ جا بجا دس مذر کاتش ہوئیں، گولیاں چلیں۔ ریاست میں ذمہ دارانہ نظامِ حکومت کے نعرے بلند ہوئے۔ مذہبی مقامات کی واگزاری کے لیے قرار دادیں پاس ہوئیں۔ جلسے اور جلوس نکالے گئے۔ لڑی میدان راجوری کی مغلیہ دور کی یادگار مشہور مسجد کی واگزاری کے لیے تحریک کی قیادت خود حضرت حاجی باباؒ سید نوران شاہ نے کی۔ اس تحریک کے دوران جب پوری ریاست میں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوا اور مسلمان سراپا احتجاج بن کر سروں پر کفن باندھ کر میدان میں آئے تو مہاراجہ کشمیر نے ریاست کے تمام سرکردہ مسلمانوں کو مشورہ اور گفت و شنید کے لیے دربار میں بلایا۔ حضرت حاجی باباؒ بھی دربار میں مدعو تھے۔ مہاراجہ کے دربار کی نگران ایک عورت تھی جو پروٹوکول امیر کے فرائض انجام دے رہی تھی۔ وہ عورت ہاتھ ملا کر آنے والوں کا خیر مقدم کر رہی تھی۔ جب حضرت باباؒ کی باری آئی اور اس عورت نے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے فرمایا۔ یہ ہمارے مذہب میں جائز نہیں۔ دوسرا مرحلہ مہاراجہ اور مہارانی کو جھک کر سلام کرنے کا تھا۔ سب لوگ جھک کر آداب بجا لائے مگر حضرت بابا صاحبؒ کمال شانِ بے نیازی سے اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گئے۔ دربار ختم ہوا تو دربار میں حضرت بابا صاحبؒ کی اس شانِ بے نیازی اور قلندرانہ ادا سے مسلمانانِ کشمیر کی گردنیں فخر سے بلند ہو گئیں۔ اس واقعہ کے بعد حضرت باباؒ صاحب کی شہرت ریاست کے چپہ چپہ میں پھیل گئی۔

مہاراجہ کے دربار میں معززین میں حضرت باباؒ کے لیے کرسی ریزرو تھی مگر آپ کبھی نہ تشریف لے گئے۔ جب جدوجہد آزادیٔ کشمیر کا آغاز ہوا تو رسم شبیری ادا کرنے کے لیے خانقاہ سے نکل آئے، آپ کی رہائش گاہ تحریک آزادی کا اہم مرکز تھی۔ اس تحریک کے اہم نمائندہ کی حیثیت سے مہاراجہ کے دربار میں تشریف لے گئے۔ مگر وہاں انفرادیت قائم کر کے تمام حاضرین کو حیران کر دیا۔

حضرت باباؒ صاحب کا حلقۂ عقیدت

قطب دوراں، واقفِ اسرارِ معرفت حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ریاست جموں و کشمیر کے چپہ چپہ پر فیض کے دریا بہائے۔ حدِ متارکہ کے دونوں جانب اور پاکستان میں حضرت صاحبؒ کے ہزاروں مریدین اور عقیدت مند ہیں۔ ریاست کے اکثر مقتدر راہنماؤں کو حضرت بابا سے خصوصی عقیدت تھی اور اکثر یہ حضرت بابا کی ملاقات کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ سید میر قاسم اور مرزا افضل بیگ کے خاندان کے اکثر افراد حضرت بابا صاحبؒ کے فیض یافتہ ہیں۔

ریاست جموں و کشمیر میں تحریکِ آزادی کے بانی رئیس الاحرار قائدِ ملت چودھری غلام عباس خان، جناب چودھری حمید اللہ خان، جناب اے آر ساغر، میر واعظِ کشمیر مولانا محمد یوسف شاہ صاحب حضرت صاحب کا بے حد احترام کرتے تھے اور اکثر حضرت صاحبؒ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ قائدِ ملت چودھری غلام عباس خان تو حضرت صاحبؒ کے خاص عقیدت مند تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت باباؒ کا وصال ہوا تو چودھری صاحب شدید بیماری کے باوجود جنازہ میں شریک ہوئے۔ غازیٔ ملت سردار محمد ابراہیم بھی آپ کا بے حد احترام کرتے۔

تفرقہ بازی سے لاتعلقی

یہ بات بطورِ خاص قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے کہ حضرت باباؒ نے مذہبی تفرقہ بازی سے اپنے دامن کو کبھی آلودہ نہ ہونے دیا۔ آپ کی تعلیم و تبلیغ اسلام کے اُن اعلیٰ اصولوں پر مبنی ہوتی تھی جن میں اللہ پاک کی وحدانیت، عشقِ رسولِ مقبول علیہ السلام، عظمتِ اہلِ بیت، احترامِ صحابہ کرامؓ کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ فرقہ بندی اسلام کو کمزور کرنے کے سوا کچھ

نہیں ۔ غریبوں اور بیوگان پر ہمیشہ شفقت فرماتے ۔

فقر و درویشی کے اس اچھوتے انداز کا اثر تھا کہ ہر مکتبِ فکر کے ذمہ دار حضرات حضرت باباؒ کے پاس عقیدت و احترام سے حاضر ہوتے ۔ سید عباس علی ، سید امیر علی شاہ صاحب شیعہ عقیدہ رکھنے کے باوجود حضرت صاحب کے انتہائی عقیدت مند تھے ۔ صاحبزادہ بکوٹ شریف دیوبندی عقیدہ رکھنے کے باوجود حضرت صاحبؒ کے پاس عقیدت سے حاضر ہوتے ۔ خود حضرت میر واعظ مولانا محمد یوسف شاہ صاحب فاضلِ دیوبند تھے ۔ مگر حضرت بابا صاحبؒ کا بے حد احترام کرتے تھے ۔

حضرت حاجی باباؒ کا آستانہ امیر و غریب سب کے لیے یکساں منبعِ فیض تھا ۔ غیر مسلم بھی آپ کا احترام کرتے تھے اور خدمت میں حاضر ہوتے تھے ۔ حضرت صاحب تبلیغ کے لیے جہاں بھی تشریف لے جاتے اکثر آپ کے مریدین اور عقیدت مند پالکی میں لے جاتے ۔ سینکڑوں افراد ہمراہ ہوتے ۔ ذکر و اذکار سے کشمیر کی پہاڑیاں اور وادیاں گونجتی تھیں ۔ حضرت ہمیشہ فرماتے کہ لاَاِلٰہ اور اللہ کی ضربوں سے اپنے دلوں کی سیاہیوں کو اس طرح دھویا کرو جس طرح بچے تختیوں کو صاف کرتے ہیں ۔

چنانچہ تمام عقیدت مند ایک حلقہ بنا کر کبھی لا الٰہ الا اللہ کی ضربیں لگاتے اور کبھی اللہ کا ورد کرتے تو ایک عجیب منظر دکھائی دیتا ۔ یوں لگتا کہ جنگل اور پہاڑ بھی مل کر اللہ ، اللہ کرنے میں مصروف ہیں ۔ چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے ہمیشہ آپ کا یہی معمول رہا اور اپنے ملنے والوں کو ہمیشہ یہی فرماتے کہ سانس کے ساتھ اللہ کا ذکر کرو کہ اسی سے دلوں کو چین ملتا ہے اور یہی توشۂ آخرت ہے ۔

راجوری کے دو ممتاز ادیب اور قلمکار مرزا مطیع اللہ خان رعنا نظامی اور مولانا محمد مہر الدین قمر کا حضرت حاجی بابا صاحبؒ کے حضور نذرانہ عقیدت۔

یہ دونوں ریاست جموں و کشمیر میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ قمر راجوروی نے حضرت کی وفات اور بعد میں چند عرس پاک کی کارروائی قلم بند کر کے شائع کی اور ایک ضخیم کتاب حضرت پر لکھی ہے جو غیر مطبوعہ ہے۔

اے طالب کر حمد الٰہی ہو گیا فضل ربانی   تینوں ربّ دے نال ملاوے غوث سید کا غانی
خادم ہوتاں حاصل ہووے خوش دستار نورانی   نال محبت لے گل لاوے غوث سید کا غانی
اس دربار جو حاضر ہوئے فضل کھلے رحمانی   عرشاں توڑی سیر کراوے غوث سید کا غانی
طالب توں جاں تنگی پہنچے اوشامت نفسانی   حامی بن کے آن چھوڑاوے غوث سید کا غانی
سید صیقل قلب سیاہ دی واقف سرِ حقانی   دل نوں رنگ توحید چڑھاوے غوث سید کا غانی
مرشد میرا مرد بھلیرا اج کل کتھے نہ ثانی   بھر بھر ہو دے جام پلاوے غوث سید کا غانی
لاہ وچہ ڈیرا عرشاں پھیرا شیر ببر یزدانی   نوروں دل دی شمع جگاوے غوث سید کا غانی
بلبل باغ اوہدے وچ بولے نال ادا مستانی   نال محبت نغمہ گاوے غوث سید کا غانی
سیّد سخی شرم بھلیں بھریا صورت ماہ کنعانی   دل وچ عرش فرش دکھلاوے غوث سید کا غانی
نور دلو منورا نور چند بدر آسمانی   دل وچ ہو دی بوٹی لاوے غوث سید کا غانی
میں دربار تیرے وچ آیا اے نوشو نورانی   کر منظور دلوں غم جاوے غوث سید کا غانی
یا رب دائم رکھ سلامت رحمت نور نشانی   سر تے رحمت ظل سہاوے غوث سید کا غانی

مہر الدین محبت اندر بلبل مست دیوانی
باغ بقا وچ نال لے جاوے غوث سید کا غانی

مرزا مطیع اللہ رعنا راجوروی کے وہ اشعار جو انہوں نے حضرت حاجی باباؒ کی شان میں لکھے یہ ہیں ؎

ہدیہ عقیدت بحضور نوران باباؒ قطب ربانی

خدا آگاہ تھے لیکن نہ تھا عجبِ خدا دانی   تھی سلطانی میں درویشی و درویشی میں سلطانی

ولی لاریب تھے لیکن نہ تھا دعویٰ ولایت کا
بسر کی عمر درویشی میں با وصفِ جہانبانی

تھے سورج معرفت کے ماہِ تاباں تھے طریقت کے
کمالِ فقر اور غنا میں بھی تھے لاثانی

بنا جس دن سے روضہ اس جگہ نوران باباؒ کا
سوہاوہ کی زمیں بھی ہوگئی اس دن سے نورانی

اَلَآ اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوفٌ ہے قرآں میں
خدا کے دوستوں پر ہے ہمیشہ لطفِ یزدانی

ہمیشہ اس کے سر پر ہے خدا کے فضل کا سایہ
نہ ہے بخت اسکا جس نے اولیاء کی قدر پہچانی

مقدر مہر و مہ سے بڑھ کر روشن اسکا ہے جس کو
ملی آلِ علی و مصطفےٰؐ کے در کی دربانی

مجھے رعنؔا نہیں اس اعترافِ حق میں شک کوئی
ہیں اپنے وقت کے نورانِ باباؒ قطبِ ربانی

پیر سید مولوی محمد قاسم شاہ صاحبؒ

آپ حضرت حاجی بابا صاحبؒ کے بھتیجے، فارغ التحصیل عالم دین اور صاحبِ طریقت بزرگ ہیں۔ مقتدر روحانی پیشوا حضرت پیر کرم والی سرکار سے بیعت اور خلافت کا شرف حاصل ہے۔ درس و تدریس اور دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ حضرت حاجی بابا صاحبؒ کی ان پر خاص نظرِ عنایت ہے اور ان کے فیض یافتہ ہیں۔ مولوی صاحب حضرت صاحب کی سوانح حیات خود لکھنا چاہتے تھے۔ لیکن آپ کو عالم رویا میں بتایا کہ حضرت صاحب کی سوانح حیات راقم نے لکھی ہے اس لیے انہوں نے اپنا خواب لکھ کر مجھے بھیجدیا۔ یہ بھی حضرت حاجی بابا کی روحانیت کا کمال ہے۔ حضرت صاحب قبلہ نے اپنی زندگی میں مجھے حکم دیا تھا کہ میرے سفر حج اور حالاتِ زندگی آپ قلم بند کریں۔ مولوی صاحب کا خواب من وعن درج ذیل ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۴۰۶ھ۔ تحریر ۱۹ر رمضان المبارک۔

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

۲۹/۵/۸۶

رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ کے آخری عشرے میں بندہ نے بحالت خواب دیکھا کہ ایک کتاب طبع شدہ ہے جس کا نام نور الہدیٰ لکھا ہے اور اس کتاب کے متعدد طبع شدہ نئے نسخے اوپر نیچے رکھے ہوئے ہیں اور اس کتاب کے مصنف کا نام صفحہ اول پر سید حیدر شاہ غالب جلی حروف میں لکھا ہے۔ اور یہ کتاب حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ کی سوانح حیات ہے

خیال رہے کہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ مقدس عشرہ ہے جس میں بقول نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم لیلۃ القدر ہے اور جس کی فضیلت ہزار مہینے سے بہتر قرآن میں مذکور ہے۔

والسلام سُنتِ خیر الانام، محمد قاسم شاہ غفرلہٗ

اس کے علاوہ مولوی صاحب نے حضرت حاجی بابا صاحبؒ کے بارے میں ایک جامع

مضمون بھی ارسال کیا ہے۔ کشمیر کے اور بھی حضرات نے آپ کی وفات کے بعد مختلف اخبارات میں اپنے دلی جذبات و احساسات اور عقیدت کا اظہار کیا۔ ہفت روزہ الاخبار راولپنڈی مورخہ ۸ر اپریل ۱۹۷۲ء کی اشاعت میں آپ کی زندگی پر ایک مکمل فیچر شائع ہوا ہے۔ کشمیر کے ممتاز ہفت روزہ "کشمیر ویکلی" راولپنڈی کے روزنامہ نوائے وقت، کوہستان اور دیگر جرائد میں بھی آپ کی حیاتِ طیبہ اور سیرت پر مضامین شائع ہوئے ہیں جو دوسرے ایڈیشن میں انشاء اللہ شائع کر دئے جائیں گے۔ ایک مضمون جو راقم نے آپ کے پہلے سالانہ عرس پاک کے موقع پر لکھا تھا۔ اور مختلف اخبارات میں شائع ہوا پیش خدمت ہے۔

دریائے معرفت کا گوہر تابندہ

سرزمینِ کشمیر نے مذہبی اور رُوحانی طور پر بے شمار ممتاز ہستیاں پیدا کی ہیں جنہوں نے اسلامی تبلیغ اور تعلیم کے سلسلہ میں اہم کردار ادا کیا۔ حضرت پیر امیر کبیر علی ہمدانی، حضرت شیخ نُورالدین ولی چرارِ شریف، حضرت پیر خواجہ عبداللہ صاحب لاہوری، حضرت پیر حبیب اللہ شاہ صاحب بخاری، پیر نظام الدین کیانی صاحب، حضرت پیر غلام شاہ صاحب شاہ درا راجوری، حضرت پیرے شاہ غازی کھڑی شریف، حضرت پیر سرکار مظفر آباد اور الحاج حضرت بابا نوران شاہ صاحبؒ جیسی مقتدر و ممتاز روحانی اور طریقت و معرفت کی شناور شخصیتیں اسی سرزمین میں پیدا ہوئیں جنہوں نے اپنی تمام زندگی اسلام کی ترویج و تبلیغ میں صرف کی۔ حضرت بابا سید نوران شاہ صاحب جموں و کشمیر کے مقتدر رُوحانی پیشوا، مشاہیر اسلام اور مشائخینِ کشمیر میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ آپ نے سو سال سے زیادہ عُمر پائی۔ گزشتہ سال ۱۳ر اکتوبر کو بمقام سوہاوہ تحصیل و ضلع جہلم میں آپ کا وصال ہُوا۔

بابا صاحب کو خواجہ عبید اللہ لاروی سے خرقۂ خلافت عطا ہوا تھا۔ آپ نے ساری زندگی یادِ خدا میں بسر کی، آپ مادر زاد ولی تھے۔ آپ کی کوششوں سے کشمیر میں معرفت و طریقت کے درس ہوتے اور ایک صدی تک علم و عرفان اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ کی اسلامی تعلیم و تبلیغ کی وجہ سے لوگوں میں اسلامی احساس پیدا ہُوا۔ اُجڑے دلوں میں نور اسلام سے روشنی پھیلی، جہاں مسلمان بڑے رسم و

رواج کا شکار تھے، ان کو اس تنزل کے گھڑے سے نکال کر ان کے اندر خالص اسلامی تہذیب تمدن کا بیج بویا۔ گھر گھر میں اللہ اور وحدانیت کے چراغ روشن کئے۔ بابا صاحب کشف و کرامت کے مالک فقیر تھے لیکن میرے نزدیک ان کی دینی خدمات سب سے زیادہ قابلِ ستائش ہیں، ان کی زندگی اشاعت اسلام اور شریعت حقہ اور کتاب و سنت کے مطابق گزری۔ وہ لمحہ بھر بھی یادِ خدا سے غافل نہیں رہے۔ آپ نے کبھی کسی کی دلآزاری نہیں کی۔ آپ کا دربار مرجع خاص و عام تھا۔ آپ کا مشن اسلام کی بے لوث خدمت، انسانی اقدار کا فروغ اور دکھوں انسانوں کے دکھوں کا مداوا رہا۔ عجز و انکساری آپ میں درجۂ اتم تھی، استغنا پسند طبیعت کے مالک تھے، آپ کی ذات ہمیشہ افراط و تفریط سے بلند رہی۔ آپ حد درجہ کے سخی تھے یہاں تک کہ سب کچھ خدا کی راہ میں لٹا دینے کو سعادت سمجھتے تھے۔ غریبوں، محتاجوں، مفلسوں یتیموں، بیواؤں پر حد درجہ رحم فرماتے تھے۔ ظاہری ٹھاٹھ باٹھ اور ریاکاری سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ آپ کا فیض کشمیر کے چپہ چپہ میں پھیلا اور آپ کے خلفاء میں ممتاز روحانی شخصیتیں پیدا ہوئیں جن میں میاں محمد حسین ریاسی پیر حسین شاہ صاحب و سید ہدایت اللہ شاہ صاحب بھیروٹ مہنڈھر، میاں دین محمد تحصیل پھلوانہ، الحاج پیر حسین شاہ صاحب کوٹلی، درویش غلام محمد صاحب سری نگر، سید امیر شاہ صاحب والحاج قاری محمد شاہ صاحب راجوری، پیر مہر علی شاہ صاحب برموچھ، پیر محمد امین صاحب مالگم اسلام آباد، مولوی مہرالدین قمر نواں شہر اسیٹ آباد اور حافظ امام دین صاحب گجرات قابلِ ذکر ہیں۔ آپ کے عقیدت مندوں کی تعداد ہزاروں تک کشمیر کے چپہ چپہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ ۱۹۲۵ء سے قبل کشمیر میں مسلمانوں کی کوئی مذہبی اور سیاسی تنظیم موجود نہ تھی۔ اس دور میں مسلمانوں کے مذہبی، روحانی اور دیگر حقوق کے نگران و نگہبان بھی صاحبِ طریقت لوگ تھے جن کی جدوجہد سے اسلام کی ترویج و ترقی کا سلسلہ جاری رہا۔ سچ تو یہ ہے کہ صوفیائے کرام کی بدولت دنیا بھر میں اسلام پھیلا۔ اور یہی لوگ ہر زمانہ میں مسلمانوں کی مرکزیت کا باعث رہے اور مذہبی و روحانی ہی نہیں قومی اور ملی امیدوں کے ترجمان اور نشان بھی رہے۔

ظہور اسلام سے لے کر آج تک دنیا نے کئی مدوجزر اور اتار چڑھاؤ دیکھے، ہلاکو خان اور چنگیزیت کے ظلم دیکھے، بنو امیہ اور عباسی حکومتوں کے عروج و زوال دیکھے، بغداد کی قدیم تہذیب و تمدن کو لٹتے دیکھا۔ غرض کہ اس زمین میں جتنے جتنے فساد ہوئے ان کی مہیب آندھیوں اور ناقابلِ بیان تباہیوں کے باوجود اسلام، اسلام کی تعلیم کے بنیادی اصول و قانون جوں کے توں رہے اس کی بنیادی وجہ مشائخ عظام اور

صوفیائے کرام کی مذہبی جدوجہد ہے۔ اس بات پہ تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ دیگر اولیاء کرام کے علاوہ صرف ہندوستان کے اندر جناب خواجہ غریب نوازؒ کی دینی تبلیغ کی وجہ سے کم وبیش ایک کروڑ غیر مسلم اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے۔ داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کی پاک صحبت سے سینکڑوں تشنگانِ حق اسلام کی دولت سے مالامال ہوئے۔ اولیاء کرام کی اسلامی خدمات تاریخ اسلام میں ایک اہم باب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ بابا صاحبؒ کا شمار صحیح معنوں میں اکابرِ دین اور صوفیاء میں ہوتا ہے۔ آج ہم اس مردِ حق آگاہ درویشِ کامل، پیر طریقت مبلغ اسلام شہبازِ خاندان نقشبندیہ کشمیر، سمندرِ معرفت وطریقت کے پہلے سالانہ عرس کے موقع پر ان کی اسلامی خدمات اور روحانی اعجاز کے پیشِ نظر انہیں زبردست خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے طفیل ہر مسلمان کو اس نازک دور میں اسلام کی سچی محبت اور کتاب وسنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے تمام ارادت مندوں کو ان کے نقشِ قدم پہ چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

(بشکریہ کوہستان بحوالہ ۱۲ ، اکتوبر ۱۹۶۷)



مصنف سید حیدر شاہ غالب تحریک آزادیٔ کشمیر کے ممتاز رہنما
چودھری غلام عباس مرحوم اور سابق وزیر سید عبداللہ شاہ آزاد مرحوم کے ساتھ



حضرت میاں بشیر احمد سجادہ نشین لاڑشریف حضرت لوزان شاہؒ کے مزار پر حاضری کے بعد مولوی اسماعیل ذبیح، حاجی رانا افضل حسین، حاجی مولوی حبیب اللہ ضیاء، چودھری نور عالم، سید جماعت علی شاہ نظامی، چودھری سائیں خان کے ساتھ کھڑے ہیں۔

حضرت پیر خواجہ عبید اللہ لاروی رح

کشمیر میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے سرتاج

قطبِ دوراں، واقفِ اسرارِ معرفت حضرت میاں عبید اللہ المعروف حضرت جیؒ صاحب لارویؒ ریاست جموں وکشمیر میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے سرتاج ہیں آپ کو سلطان الاذکار کا درجہ حاصل تھا۔ حضرت خواجہ لاروی رحمۃ اللہ علیہ موضع سنجوڑا یا لاکوٹ میں پیدا ہوئے۔ مادرزاد ولی اللہ تھے۔

بچپن ہی سے دنیا و مافیہا سے الگ تھلگ رہ کر یادِ خدا میں مصروف رہے اور ابتدائی عمر میں چلہ کشی اور سلوک کی منزلیں طے کیں۔ چلے کشی عام طور پر پہاڑوں اور جنگلوں میں کرتے رہے۔ اس دور میں مظفر آباد میں حضرت پیر محمد اسحاق صاحب ایک بزرگ اور خدا رسیدہ ولی تھے۔ حضرت جیؒ کافی عرصہ وہاں رہے، وہیں آپ کی کرامات کا ظہور ہونا شروع ہوا۔

بیعت کے لیے روانگی

قطبِ دوراں حضرت جیؒ صاحب لارویؒ اپنی مشہور کتاب اسرارِ کبیریؒ میں فرماتے ہیں کہ ایک بار قحط سالی کا زمانہ تھا۔ میں غلہ کی تلاش میں گھر سے ایک منزل دور چلا گیا، غلہ خرید کر واپس روانہ ہوا تو ساتھ ایک اور ہمراہی بھی ہو گیا۔ راستہ میں بارش شروع ہو گئی۔ ایک ترسامان نے تنگ کرنا شروع کر دیا اور

ساتھ بھوک بھی لگ گئی۔ راستے میں میرے ہمراہی کے جاننے والے کا مکان آیا۔ وہ اس مکان کے اندر چلا گیا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر میں بھی اس کے ساتھ اندر چلا گیا تو شاید دونوں کو جگہ نہ ملے۔ میں اس کی پرواہ کئے بغیر چلتا رہا۔

تھوڑی دور جا کر ایک بزرگ نظر آئے۔ جنہوں نے میرے ساتھ چلنا شروع کر دیا۔ پہلے میں نے خیال کیا کہ کوئی ڈاکو نہ ہو۔ پھر اس کی شکل وصورت پر غور کرنے کے بعد میرا شبہ دور ہوا۔ اس شخص نے مجھ سے پوچھا کہاں جانا ہے۔ میں نے اپنی منزل بتائی۔ اس نے کہا تم تھک گئے ہو۔ اپنا سامان مجھے دے دو۔ میں فلاں مقام پر تمہارا سامان تمہیں واپس کر دوں گا۔ میں نے سامان اُسے دے دیا وہ شخص تیز چلتے ہوئے آگے نکل گیا۔ کافی دیر بعد میں اس کے بتائے ہوئے مقام پر پہنچا۔ وہ شخص وہاں موجود نہ تھا لیکن میرا سامان وہیں موجود تھا میں گھر آگیا۔ اس واقعہ کے چار پانچ سال بعد جب میں بیعت کی خاطر کیاں شریف پہنچا۔ حضرت خواجۂ خواجگان کیانوی سرکار کی خدمت میں حاضری دی تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہی تو وُہ ہستی ہے جس نے چار پانچ سال قبل میرا بوجھ اٹھایا تھا۔ میری حیرانی کو بھانپ گئے اور فرمانے لگے گھبراؤ مت ہم لوگ ہی سفر میں لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا مجھے اپنی غلامی میں لے لیں۔ حضرت نے سینے سے لگایا اور فرمایا مرید ایسے ہونے چاہئیں بیعت فرمایا خلافت عطا کی۔ حضرت جی صاحب بارہ سال تک کیانوی سرکار کی خدمت میں رہے یہ عرصہ زیادہ تر مرشد کے جندر پر گزرا۔

مرید سالک تھے۔ اس بھٹی سے کندن بن کر نکلے۔ حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی نے پہلے حضرت جی صاحب کو رخصت کیا اور فرمایا فقر، جی صاحب لے گئے۔ پھر حضرت خواجہ سرکار موہڑوی کو رخصت کیا اور فرمایا کہ دولت محمد قاسم کے حصے میں آئی۔ قطب دوراں حضرت جی صاحب کیاں شریف سے روانہ ہوئے۔ سنگھوڑہ پہنچ کر عازم کشمیر ہوئے۔ یہ شیخ طریقت کا حکم تھا۔ اس کی بجاآوری کے لیے پرگنہ لار شریف پہنچے تو آناً فاناً آپ کا شہرہ چار دانگ عالم میں پھیل گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ پنجاب میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی، تونسہ شریف میں حضرت خواجہ سلیمان تونسوی، جلالپور شریف میں حضرت پیر سید حیدر شاہ صاحب اور اعوان شریف میں حضرت قاضی صاحب کا طوطی بول رہا تھا۔

سفید چادر پر زمین کا شجرہ نقش

سرزمین کشمیر پہنچے ، نماز کا وقت ہوا۔ حضرت جی صاحب نے ایک دریا کے کنارے اپنی سفید چادر بچھائی اور نماز ادا کی۔ قدرت کا عجیب کرشمہ ظاہر ہوا۔ نماز سے فارغ ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس چادر پر پرگنہ لار شریف کی زمین کا شجرہ نقش ہوگیا۔ بعد میں یہی شجرہ شدہ زمین آپ کو ملی۔ جہاں بعد میں پوری زندگی رُشد و ہدایت کے دریا بہائے۔ وہیں آپ کا مزار آج بھی مرجع خلائق عام ہے۔

لار شریف میں قیام کے دوران آپ نے خدمت خلق کے لیے لنگر جاری فرمایا جہاں بلا تفریق خاص و عام شریک ہوتے۔ مقامی و مسافر بھی لنگر میں شریک ہوتے تھے۔ لنگر میں لسی کا استعمال کثرت سے ہوتا تھا۔ جذام اور کوڑھ کے مریض بھی ساتھ ہی کھانا کھاتے اور اس لنگر سے لسی پی کر صحت یاب ہوتے ، رُوحانی و جسمانی شفاء پاتے۔

چلّہ کشی

قطب دوراں حضرت جی صاحب لاروی نے کئی بار بند کوٹھڑی میں پانچ پانچ سال کے چلّے کاٹے۔ آپ کی چلّہ کی کوٹھڑی آج بھی محفوظ ہے۔ ایک بار آپ نے اخروٹ کا دانہ بیج کر چلّہ شروع کیا۔ پانچ سال کا عرصہ گزرنے پر وہ اخروٹ کا تناور درخت بن گیا تو آپ چلّہ سے باہر آئے۔ اس دوران آپ نے ایک لوٹا پانی ، کچھ ستّو اور کچھ کھجوریں پاس رکھیں تاکہ رمضان شریف میں کام آئیں۔ لوگوں نے جس فقر کا آپ کے پاس مشاہدہ کیا ہے آج کے دور میں اس کا تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اور ان واقعات کا تو مشکل سے یقین آتا ہے لیکن اللہ کے کامل ولی کی شان کا اندازہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے سامنے سر جھکانا پڑے گا کہ جو لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں اللہ ان کو یاد کرتا ہے اور جو لوگ اللہ سے لو لگا لیتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ میں پاؤں میں ، زبان میں ، کانوں میں اپنی قوت عطا کرتا ہے۔ وہ جو کچھ کرتے ہیں خدائی طاقت سے کرتے ہیں اب اندازہ لگائیں کہ خدائی قوت کاملہ سے کون سی چیز نہیں ہوسکتی۔

قطبِ دوراں حضرت جی صاحب ایک بلند پایہ صاحبِ طریقت شاعر تھے۔ اسرارِ کبیری

اور ملفوظاتِ نظامیہ آپ کی ایسی تصانیف ہیں جن سے آپ کی رُوحانی ارتقا اور بلندی کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کی کرامات بے شمار ہیں اور ان کے لیے ایک الگ دفتر درکار ہے۔

پتھر پر حضرت جی صاحب کا پاؤں دھنس گیا

حضرت جی صاحب قبلہ تحصیل مینڈھر کے تبلیغی دورے پر تھے۔ دریائے سُرن کے کنارے ایک پہاڑ پر کھڑے تھے۔ کسی نے آکر عرض کی کہ حضرت فلاں بزرگ پانی میں دم کرتے ہیں پانی میٹھا ہو جاتا ہے یہ سُن کر آپ نے فرمایا پانی کا جو ذائقہ اللہ پاک نے بنایا ہے کیا وہ شخص اسے پسند نہیں کرتا۔ یہ فرماتا تھا کہ آپ کو وجد آگیا۔ کافی دیر حالتِ وجد طاری رہی۔ اس اثنا میں آپ کے پاؤں اس پتھر میں دھنس گئے۔ حضرت مولوی ہدایت شاہ بخاری پمبروٹی نے آپ کو متوجہ کیا تو آپ نے فوراً دُعا کے لیے ہاتھ بلند کئے اور دربارِ خداوندی میں عرض کی۔ یا الٰہی اس پتھر کو یہاں سے ہٹا دے۔ مقصد یہ تھا کہ لوگ اس کو سجدہ گاہ نہ بنالیں۔ خدا کی قدرت سے کچھ دن بعد وہ پتھر اُلٹ گیا۔ نشان کے ساتھ آج تک موجود ہے۔ اس کا لیا ہوا نشان تبرک کے طور پر یہاں دیا جا رہا ہے۔

بے زبان نے بولنا شروع کر دیا

ایک بار چند سکھ ایک مادر زاد گونگے شخص کو لے کر سرکار لاڑوی کی خدمت میں آئے۔ وہ حضرت کی آزمائش کے لیے آئے تھے اور مسلمانوں پر یہ ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ حضرت جی صاحب بزرگ نہیں ہیں۔ ان لوگوں نے حضرت سے عرض کی کہ ہمارا یہ ساتھی اچھا بھلا تھا اور کچھ عرصہ سے اس نے بولنا بند کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو اچھا بھلا ہے آپ لوگ خواہ مخواہ اسے کیوں گونگا بنا رہے ہیں۔ وہ لوگ خوش ہوئے کہ ہمارا تیر نشانے پر بیٹھا ہے۔ لیکن اللہ پاک کا کرشمہ دیکھئے کہ اس مادر زاد گونگے نے بولنا شروع کر دیا۔ وہ لوگ ولی اللہ کی اس زندہ کرامت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔

اولیاء راہست قدرت از الہ ‌ ‌ ‌ ‌ تیر جستہ باز گرداند زراہ

مولوی صاحب کے ہوش اُڑ گئے

مُلتان کے ایک مولوی صاحب حضرت کا امتحان لینے لار شریف پہنچے۔ ان کو یہ اعتراض تھا کہ حضرت جی صاحب اکثر علماء کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ چنانچہ جب نماز کا وقت ہوا حضرت جی صاحب نے اُن مولوی صاحب سے فرمایا نماز پڑھاؤ۔ مولوی صاحب مصلے پر کھڑے ہوئے دل میں یہ خیال آیا کہ گھوڑی گھر میں چھوڑ آیا ہوں کسی کو بتایا نہیں اس کا کیا بنے گا۔ اس خیال کا آنا تھا کہ حضرت جی صاحب نے الگ ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دی۔ نماز ختم ہونے پر مولوی نے حضرت سے جماعت سے الگ ہو کر نماز پڑھنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا مولوی صاحب جو امام خدا سے ہمکلام ہو اور اس کا خیال گھر میں گھوڑی کی طرف ہو، اس کے پیچھے نماز کہاں ہوتی ہے۔ مولوی صاحب یہ سُن کر کافی دیر حواس باختہ رہے جب کچھ حالت سنبھلی تو پاؤں پکڑ کر عرض کی حضرت میں غلط سوچ کر آیا تھا۔ خدارا مجھے معاف فرماویں اور اپنے غلاموں میں داخل کریں۔ حضرت نے اُسے بیعت کرکے رخصت کیا۔

مہاراجہ کا تحفہ قبول نہ فرمایا

مہاراجہ کشمیر نے حضرت جی صاحب کی زندہ کرامات کو دیکھ کر یہ پیشکش کی لنگر شریف کے لیے زرخیز زمین کا ٹکڑا قبول فرماویں۔ حضرت جی صاحب نے کمال بے نیازی سے فرمایا اس لنگرِ خدائی میں کسی غیر مُسلم اور دنیادار کا عطیہ شامل کرنا جائز نہیں۔ یہ فرماتے ہوئے مہاراجہ کی پیشکش ٹھکرا دی۔

حضرت جی صاحبؒ کی وفات اور فیض

قطب دوراں حضرت بابا جی صاحب لاروی ؒ نے بکرمی ۱۹۸۳ء کو شب قدر کی رات وصال فرمایا لار شریف میں حضرت کا مزار پُر انوار آج بھی فیض کا منبع ہے۔ آپ کے پوتے حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ایل۔اے آپ کے جانشین ہیں۔

ریاست جموں وکشمیر کے ہر حصے میں حضرت جی صاحب کا فیض جاری ہے۔ ہزاروں دلوں کو آپ نے نورِ معرفت سے منور کیا۔ پونچھ شہر کے رؤساء خواجگان، علاقہ سرن کوٹ کی قاضی فیملی، علاقہ تھکیالہ پڑاؤ کا سردار خاندان۔ سردار فتح محمد خان کریلوی سہوٹ، سردار نوازش علی خان، علاقہ ڈلیمی کے مولوی فرقان علی خان حضرت جی صاحب کے فیض یافتہ ہیں۔ پونچھ کے خواجگان میں خواجہ عبداللہ جو ایک درویش منش انسان تھے۔ جن کا خاندان مظفر آباد میں ہے اور سہوٹ سرن کوٹ کی قاضی فیملی جن کی اولاد سے حاجی قاضی فخر الدین ولد قاضی عزیز الدین صاحب اور سابق ڈی آئی جی آزاد کشمیر قاضی ضیاء الدین ہیں۔ قاضی عزیز الدین صاحب ریاست جموں وکشمیر کے مشہور روحانی پیشوا و بمبروٹ مہنڈر کے حضرت قبلہ مولوی حبیب اللہ شاہ بخاری کے خلیفہ تھے جن کا فیض حدِ متارکہ جنگ کے دونوں طرف آج بھی جاری ہے۔ آپ کے جانشین اور فرزند حضرت پیر سید مقبول حسین شاہ صاحب المعروف متو پیر آج بھی ریاست کشمیر کے اس پار چند مقتدر صوفیائے کرام میں شامل ہیں اور اس دور میں ان کا وجود غنیمت ہے۔ متو پیر صاحب ایک صحیح درویش اور صاحبِ کرامت بزرگ ہیں۔ آپ سے بھی بے شمار کرامات کا ظہور رہا ہے۔

رہبرِ کامل پیرِ طریقت حضرت قبلہ حاجی بابا نوران شاہ صاحبؒ کے روحانی کمالات اور سعیٔ جمیلہ نے اس خانوادہ کو چار چاند لگا دئے۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کا یہ آفتاب پوری ملتِ اسلامیہ کے لیے روشنی کا مینار ثابت ہوا۔ حضرت پیر سید مولوی عبداللہ شاہ لسانوی اور پیر سید قاسم شاہ صاحب کو بھی حضرت جی صاحب لاڑوی سے خرقۂ خلافت حاصل تھی۔

حضرت خواجۂ خواجگان پیر نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ

قطب الاقطاب شہبازِ سلسلۂ نقشبندیہ رہبرِ طریقت و معرفت حضرت خواجہ نظام الدین صاحبؒ آف کیاں شریف دکنڈل شاہی ضلع مظفر آباد جموں وکشمیر میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ کے آفتابِ عالم تاب تھے۔

حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی کے قدوم میمنت لزوم سے نہ صرف ریاست کا چپہ چپہ

فیض یاب ہوا بلکہ پورے برصغیر میں آپ کی کرامات اور فیوض و برکات کی بارشیں ہوئیں اور پوسہا برس گزرنے کے بعد آج بھی آپ کے پھیلائے ہوئے نور کی شعاعیں پہلے سے زیادہ جگمگا رہی ہیں۔ حقیقت میں ریاست جموں و کشمیر میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے مرکز و محور آپ ہی تھے۔

سلسلۂ نسب

آپ کے خاندان نے برصغیر ہندوستان پر پورے ایک سو سال تک حکومت کی۔ ہندوستان میں جب مغلیہ سلطنت کو زوال آیا تو اس خاندان کا ایک شہزادہ بہرام خان ریاست میں آکر آباد ہو گیا۔ اسی خاندان کی ایک برگزیدہ ہستی صاحب طریقت ولی اللہ حضرت سلطان الملوک صاحب تھے جنہوں نے کنڈل شاہی سے چند میل پیچھے جنگلوں میں ایک مقام چنجاٹھ شریف کو اپنا مقام بنایا۔ انہی کے ہاں حضرت نظام الدین کیانوی کی ولادت ہوئی۔ آپ کا سلسلۂ نسب تقریباً ۵۴ پشتوں میں حضرت نوح علیہ السّلام کے بیٹے حضرت یافث علیہ السّلام تک پہنچتا ہے۔ آپ کا جائے مقام کنڈل شاہی سے تقریباً چار میل پیچھے کیاں شریف ہے جو چاروں طرف سے خوبصورت جنگلوں میں گھرا ہوا ہے۔ گویا کہ جنگل میں منگل بنا ہوا ہے۔ حضرت پیر نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تربیت اور سلوک کی منزلیں اپنے والد ماجد سے حاصل کیں۔

بیعت

قطب الاقطاب حضرت خواجہ نظام الدین شکار کے بہت شوقین تھے۔ ایک مرتبہ بندوق لے کر شکار کے لیے تشریف لے گئے۔ جنگل میں کچھ دیر آرام کی خاطر ایک درخت کی چھاؤں میں محو خواب ہوئے تو خواب میں مرشد نے ملنے کا اشارہ کیا۔ بیدار ہوئے تو دل میں ایک تجسس تھا۔ بیقراری تھی۔ رائفل وہیں ایک گھر میں رکھی۔ مرشد کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ اس دور میں گھنیلا شریف ضلع ہزارہ کا سورج نصف النہار پر چمکتا تھا۔ حضرت سیدھے گھنیلا شریف پہنچے۔ زیب آستانہ گھنیلا شریف نے آپ کو

دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ آپ کا سینہ نورِ معرفت سے منور ہے چنانچہ ان کو دیکھتے ہی انگلی کا اشارہ کیا اور ایک درخت کاٹ دیا۔ حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی نے فرمایا یہ کام تو ہم کلہاڑی سے کرتے ہیں۔ میں یہاں روحانی فیض کے لیے آیا ہوں۔ مجھے بیعت کیجئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کا فیض ماگم شریف کشمیر میں ہے واپس اُدھر تشریف لے جائیں۔ تلاشِ حق میں ماگم شریف پہنچے۔ یہ واقعہ بعینہٖ اس طرح ہے جس طرح حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ تلاشِ حق میں اعوان شریف آئے تو وہاں سے جواب ملا جاؤ نلن کے پیر سے ملو۔

حضرت پیرِ طریقت ماگم شریف پہنچے۔ حضرت خواجۂ خواجگان میر محمد صدیق ماگمی ؒ نے دیکھتے ہی پہچان لیا اور فرمایا اطلاع مل چکی تھی۔ آپ ہی کا انتظار تھا۔ حضرت خواجہ نے آپ کو بیعت فرمایا اور ساتھ ہی خلافت بھی عطا فرمائی۔ خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد دس سال تک چلہ کشی کی اور چالیس سال تک جنگلوں اور بیابانوں میں پھر کر سلوک کی منزلیں طے کیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ولایت کے اس مقام پر سرفراز فرمایا جس کا اظہار قطبِ دوراں حضرت جی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اسرارِ کبیری میں اس طرح فرمایا کہ ؎

(ظ) ظاہراً اک دن آپ بولے اسیں ساریاں رمزاں جاندے ہاں
سائے عرش تے آپوں جائیے تے اکھیں ویکھ کے خبراں آندے ہاں

کرامات

حضرت قطب الاقطاب واقفِ اسرارِ معرفت حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی سے بے شمار کرامات کا ظہور ہُوا۔ ایک بار آپ کے بہت سے مہمان آ گئے۔ اتفاق سے گھر میں کھانے کو کچھ موجود نہ تھا آپ کچھ فکرمند ہوئے کہ میرے ہاں مہمان آئیں اور خاطر تواضع کے بغیر چلے جائیں۔ اتنے میں وہاں ایک بارہ سنگا آ گیا۔ اس کو پکڑ کر ذبح کیا اور مہمانوں کی خاطر تواضع کی گئی۔

ایک بار تین درویش کیاں شریف پہنچے۔ انہوں نے حضرت کو آزمانے کے لیے اپنے عمل سے تندور میں پانی ڈال دیا۔ عورتیں جب روٹیاں پکانے تندور پر آئیں تو تندور میں پانی تھا۔ وہ حیران ہو گئیں۔ حضرت نے کشف سے ان درویشوں کو ملاحظہ فرمایا۔ ان میں سے ایک نے پھر ایک اور طاقت آزمائی کی اور حضرت کے مکان کو چلنے کا اشارہ کیا۔ مکان اپنی جگہ سے ہل گیا۔ اس میں دراڑ پڑ گئی تو حضرت کیانوی سرکار نے مکان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اتنا عرصہ میرا ساتھ دیا اب کہاں جا رہا ہو۔ یہ تو بے وفائی ہو گی۔ رُک جاؤ۔ مکان وہیں رُک گیا۔ آج تک اُسی حالت میں موجود ہے۔ حضرت نے توجہ فرمائی۔ اس درویش کا اثر زائل ہو گیا۔ دیگر دونوں درویش گھبرا گئے۔ اور بھاگ گئے۔

کاغان میں ڈمناڑیاں کے مقام پر خچروں کا ایک قافلہ جا رہا تھا۔ راستہ خطرناک تھا۔ ایک خچر بمعہ سامان کے گری۔ خچر کا مالک حضرت کیانوی کا مرید تھا۔ اُس نے حضرت کو مدد کے لیے پکارا۔ حضرت اپنے آستانہ شریف پر کھانا تناول فرما رہے تھے۔ جونہی مرید کی آواز سُنی فوراً ہاتھ دھونے شروع کر دیے اُدھر آپ کے مرید نے جھاڑیوں میں تازہ چاول اور دہی گرا ہوا دیکھا تو حیران رہ گیا کہ ماجرا کیا ہے۔ نیچے جا کر دیکھا تو خچر پر سامان لدا ہوا ہے اور خچر گھاس چر رہی ہے۔

اولیاء اللہ کا اس قسم کا تصرّف انہونی بات نہیں۔ اسی طرح کا ایک واقعہ دہلی میں ہوا جبکہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ دہلوی کی ایک مریدنی کو ایک بدمعاش نے تنگ کرنے کی غرض سے اس کا پیچھا کیا تو اس نے بلڈنگ کی تیسری منزل سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ ساتھ ہی اپنے مُرشد کو پکارا۔ قدرت

کا کرشمہ دیکھیے، حضرت خواجہ نظام الدین نیچے موجود تھے اور انہوں نے اس کو گرتے ہی سنبھال لیا۔ وہ عرض کرنے لگی حضرت آپ کہاں سے آپہنچے تو حضرت نے فرمایا گھبراؤ نہیں!

توا ز منارہ آمدی و من از بخارہ آمدم

حضرت انکی مدد کے لیے بخارہ سے دہلی پہنچ گئے۔

ایک بار قحط سالی ہوگئی۔ لوگ غلہ کو ترس گئے۔ ایک مخلوقِ خدا آپ کے پاس آئی۔ فرمایا ایک کھٹوار کا منہ کھول دو اور ان تمام لوگوں میں غلہ تقسیم کر دو۔ خود دُعا کرتے ہوئے پاس کھڑے رہے تمام مخلوق کو ضرورت کے مطابق غلہ تقسیم کیا گیا۔ اس کے علاوہ بھی آپ کی بے شمار کرامات ہیں یہاں ان کرامات کا احاطہ ممکن نہیں۔ واقعات بتاتے ہیں کہ پورا برصغیر ہندوستان آپ کے تصرف میں تھا۔ ذیل میں اس کا مختصر سا خاکہ پیش کیا جا رہا ہے۔ حضرت سرکار کیانوی نے بکری ۱۹۳۶ء میں وصال فرمایا۔ مزار پُر انوار کیاں شریف میں ہے۔

مرکز رشد و ہدایت کیاں شریف

- قطب الاقطاب حضرت جی صاحب لاروی سری نگر کشمیر
  - واقف اسرار معرفت حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ نور پور سیداں سوہاوہ ضلع جہلم
    - جملان شریف گول ضلع ریاسی
    - کالو چک ضلع گجرات
    - پلسر دٹ علاقہ سرہن
    - پھاگلہ مینڈھر
    - برموچ کوٹلی
    - سدوال چکوال
    - سانی گام بانڈی پورہ
  - حضرت مولوی حبیب اللہ شاہ بخاری پسروٹی تحصیل مینڈھر
- حضرت پیر نظیر احمد موہڑہ شریف
  - صوفی عبدالغنی ایبٹ آباد آستانہ حمد العقیم
- حضرت خواجہ میاں غلام نبی ملتان
- رجوعہ شریف میں میاں ارسلان خان حضرت کیانوی کے خلیفہ تھے
- غوث الزماں حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑہ شریف مری
  - پتریاں شریف
  - پناگ شریف
  - گھمول شریف
  - باڈلی شریف

پنجاب، سرحد، آزاد کشمیر کے اکثر مقامات موہڑہ شریف کے فیض یافتہ ہیں

اور دو درجن مقامات پر حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ زاہد محمدؒ کا فیض جاری ہے

سجادگی کا عجیب اتفاق

ریاست جموں و کشمیر میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے آفتاب عالم تاب حضرت پیر نظام الدین کیانویؒ کے دربار عالیہ کیاں شریف پر اس وقت حضرت پیر الحاج میاں غلام یسین صاحب۔ (۲) حضرت پیر حاجی میاں محمد سرور خان صاحب (۳) حضرت پیر میاں شجاع الملک صاحب۔ حضرت سرکار کیانوی کے آستانہ کے سجادہ نشین ہیں اور علیحدہ علیحدہ حضرت کا عرس مناتے ہیں۔ یہ حضرات سجادگان حضرت کیانویؒ کے پوتے ہیں۔

عجیب اتفاق ملاحظہ فرمائیے۔ دربار عالیہ حضرت جی صاحب لاروی (داگت شریف) میں حضرت میاں بشیر احمد صاحب لاروی سجادہ نشین ہیں۔ یہ بھی حضرت جی صاحب کے پوتے ہیں۔

دربار شریف نور پور سیداں سوہاوہ جہلم پر صاحبزادہ شوکت علی شاہ سجادہ نشین ہیں۔ یہ حضرت حاجی بابا سید نوران شاہؒ کے پوتے ہیں۔

دربار عالیہ موہڑہ شریف کے سجادہ نشین۔ حضرت پیر ہارون الرشید صاحب، حضرت پیر گل بادشاہ صاحب اور حضرت پیر خان صاحب ہیں، تینوں علیحدہ علیحدہ عرس مناتے ہیں اور سرکار موہڑوی کے پوتے ہیں۔

حضرت خواجہ پیر محبوب الٰہی صاحب سجادہ نشین عیدگاہ شریف حضرت پیر طریقت حافظ عبدالکریم صاحبؒ کے پوتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ غلام نصیر الدین صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف اعلیٰ حضرت گولڑویؒ کے پوتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ حمید الدین سیالوی سجادہ نشین سیال شریف غوث الزماں حضرت شمس الدین سیالویؒ کے پوتے ہیں۔

پیر سید امین شاہ صاحب بخاری سجادہ نشین باہاں شریف (حال سید پور) حضرت خواجہ پیر حبیب شاہؒ کے پوتے ہیں۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ تمام بزرگ ہمعصر تھے جنہوں نے لاکھوں دلوں کو نور معرفت سے منور کیا۔ ہزاروں بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ ہدایت دکھائی۔ آج بھی ان خانقاہوں سے اسلام کی عظمت کے ڈنکے بج رہے ہیں اور رشد و ہدایت کے چشمے جاری ہیں۔

حضرت پیر خواجہ نظام الدین کیانیؒ نے اسلامی تعلیم کی تکمیل حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ کے درس میں حاصل کی۔ آپ حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ کے ساتھ تین سال تک درس میں رہے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ سہروردیہ کی خلافت کا شرف آپ کو حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ سے حاصل تھا۔

حضرت باباجی صاحبؒ لاروی کی نیاز

مرزا فقیر محمد راجوروی نے مندرجہ بالا عنوان کے تحت حضرت جی صاحب لاروی کی کرامت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

راجوری شہر میں ہر انسان تلی بڑھ جانے کے مرض میں بچپن سے مبتلا ہو جاتا تھا۔ کیونکہ شہر کے اِرد گرد پانی کے تمام چشموں میں سے کسی ایک میں بھی آئرن کی آمیزش نہ تھی۔ ڈاکٹر رحمت اللہ اور ممبران بلدیہ کی سفارش سے اس پانی کا جموں سے لیبارٹری ٹیسٹ کرایا تو جواب ملا کہ یہ پانی استعمال نہ کیا جائے۔ ہندو گھرانوں کو ہندو ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ وہ دیسی شراب استعمال کریں۔

مرزا صاحب آگے لکھتے ہیں کہ میں چوتھی جماعت میں پڑھتا تھا۔ ان دنوں حضرت جی صاحبؒ کا بہت شہرہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے ہمراہ لے کر پونچھ جاگیر کے ایک گاؤں موہڑہ شاہ دچھائی پہنچے۔ جہاں بابا صاحب موسم سرما میں کشمیر سے تشریف لا کر قیام فرماتے تھے۔ عرض کی میرے اس بیٹے کی تلی بڑھی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے چہرہ زرد اور کمزوری لاحق ہے۔ باباجی صاحبؒ نے کمالِ شفقت سے دم کر کے ہاتھ پھیرا اور فرمایا انشاء اللہ اب یہ بیماری نہ ہوگی۔

ایک عرصہ بعد ڈاکٹر سید مظفر حسین شاہ تعینات ہو کر آئے اور اپنے تجربے اور تجزیے کے بعد ایک محفل میں فرمایا کہ اس شہر کا کوئی فرد ایسا نہیں جس کا لیور نہ بڑھا ہوا ہو۔ میں نے کہا مجھے اب یہ بیماری نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے معائنہ کے بعد فرمایا ضرور لیکن کٹی تلی ہے۔ اس طرح سے ہزاروں معذور، اپاہج اور دیگر بیماریوں میں مبتلا لوگ حضرت باباجی صاحبؒ کے ہاں لنگر کی روٹی اور دعا سے صحت یابی حاصل کرتے تھے۔

تنبیہ

آجکل کے مادہ پرستی کے دور میں مذہبی شعائر اور روحانیت کے خلاف مسلمانوں نے بغاوت کر دی ہے۔ ہر ایک فرد اور گروہ نے اپنی سوچ اور فکر کے مطابق اپنے آپ کو اوروں سے بہتر سمجھ رکھا ہے۔ خدا اور رسولؐ کے ارشادات کا مفہوم اپنے خیالات اور پسند کے مطابق خیال کر کے مسلمانوں میں اختلاف اور تفرقہ بازی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

قابل افسوس بات یہ ہے کہ اس میں ہمارے قابلِ صد احترام علماء بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں کہیں درود وسلام پڑھنے والوں پر تکفیر ہو رہی ہے اور کوئی اولیائے کرام کی توہین کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے۔ کوئی اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق بن کر صحابہ کرامؓ کی توہین میں حجاب محسوس نہیں کرتا۔ اور ایک طبقہ صحابہ کرامؓ کی محبت کی آڑ میں اہلبیت رسول صلعم سے بغض وعداوت کی قسم کھائے بیٹھا ہے اور اس کو دین سمجھتا ہے۔ یہ تمام اندازِ فکر مذہب اور رُوحانیت سے بغاوت کے مترادف ہے اور اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام کے سنہری اصول انسانیت کے لیے روشنی کا مینار ہیں۔ اسی میں عالم اسلام کی نجات ہے۔ خدا کا حکم اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت فرض عین ہے اور اس سے انکار کفر ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی اسلام کی بنیاد و اساس ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ملتِ اسلامیہ میں وہ کون سے لوگ اور گروہ ہیں جو ان احکام کے پابند ہیں اسلام تفرقہ بازی کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ اسلام اتحادِ ملت کا پیغام ہے۔

ان حالات میں سادہ لوح اور کم تعلیم یافتہ مسلمان علمائے کرام کے گروہی اختلافات کا اس طرح شکار ہیں کہ ان کو اپنا راستہ متعین کرنے کے لیے روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آتی۔ جبکہ ہر ایک دوسرے کو کافر کہتا ہے۔

لیکن خدا کا شکر ہے کہ بنی امیہ اور بنی عباس کے ظلم و استبداد، ہلاکو اور چنگیز کی تاخت و

تاراج ، زمانے کے آتار چڑھاؤ کے باوجود اسلامی تعلیم و تبلیغ کا اصل مرکز ہر زمانے میں اولیائے امت رہے ہیں جن کی پاکیزہ تعلیم ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ ملت اسلامیہ میں اتحاد و یگانگت اور پیار و محبت کی علامت یہی لوگ ہیں، جو افراط و تفریط سے الگ تھلگ رہ کر رشد و ہدایت کا سرچشمہ رہے ہیں۔

ان کے نزدیک صحابہ کرامؓ اور اہلبیت رسول صلعم ایک درخت کی دو شاخیں ہیں ان سے محبت جزو ایمان اور فرض ہے۔ اس لیے اولیاء کرام کا طریقہ اور تعلیم ہی ملتِ اسلامیہ کے باہمی اتحاد و یگانگت اور نجات کا ذریعہ ہے۔ اس کو اپنائے بغیر صراطِ مستقیم کا حاصل ہونا مشکل ہے۔

میں اپنے اس مضمون کو مندرجہ ذیل آیۂ مبارکہ و حدیث پاک کی روشنی میں قارئین کرام کی ذوقِ نظر کرتا ہوں۔

۱۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (نساء)

جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی

۲۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

اے نبیؐ ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا تم سے محبت کرے گا۔

۳۔ وما کان لمومن ولا مومنۃٍ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم خیرۃ من امرھم۔

کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے۔ (احزاب)

الحدیث :- انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی۔

بے شک میں تم میں دو بھاری یادگاریں چھوڑ رہا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری اولاد۔ (حدیث)

ختمِ خواجگان

نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سُہروردیہ شریف

نمبر۱:-	استغفار	۱۰۰ بار
	درود شریف	۱۰۰ بار
	سورۃ فاتحہ مع بسم اللہ	۷ بار
	سورۃ الم نشرح	۷۹ بار
	سورۃ اخلاص	۱۰۰۰ بار مع بسم اللہ
	درود شریف	۱۰۰ بار

نمبر۲	اول درود شریف	۱۰۰ بار
	حَسْبُنَا اللّٰہُ نِعْمَ الْوَکِیْل نِعْمَ الْمَوْلیٰ وَ نِعْمَ النَّصِیْر	۵۰۰ بار
	درود شریف	۱۰۰ بار

نمبر۳	درود شریف	۱۰۰ بار
	سورۃ فاتحہ	۱۱ بار
	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم	۱۰۰۰ بار
	درود شریف	۱۰۰ بار

نمبر ۴ درود شریف ۱۰۰ بار

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ ۵۰۰ بار

درود شریف ۱۰۰ بار

نمبر ۵ درود شریف ۱۰۰ بار

يَا خَفِيَّ اللُّطْفِ أَدْرِكْنِي بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ ۵۰۰ بار

درود شریف ۱۰۰ بار

نمبر ۶ درود شریف ۱۰۰ بار

تیسرا کلمہ تمجید :- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ (پورا) ۵۰۰ بار

درود شریف ۱۰۰ بار

نمبر ۷ درود شریف ۱۰۰ بار

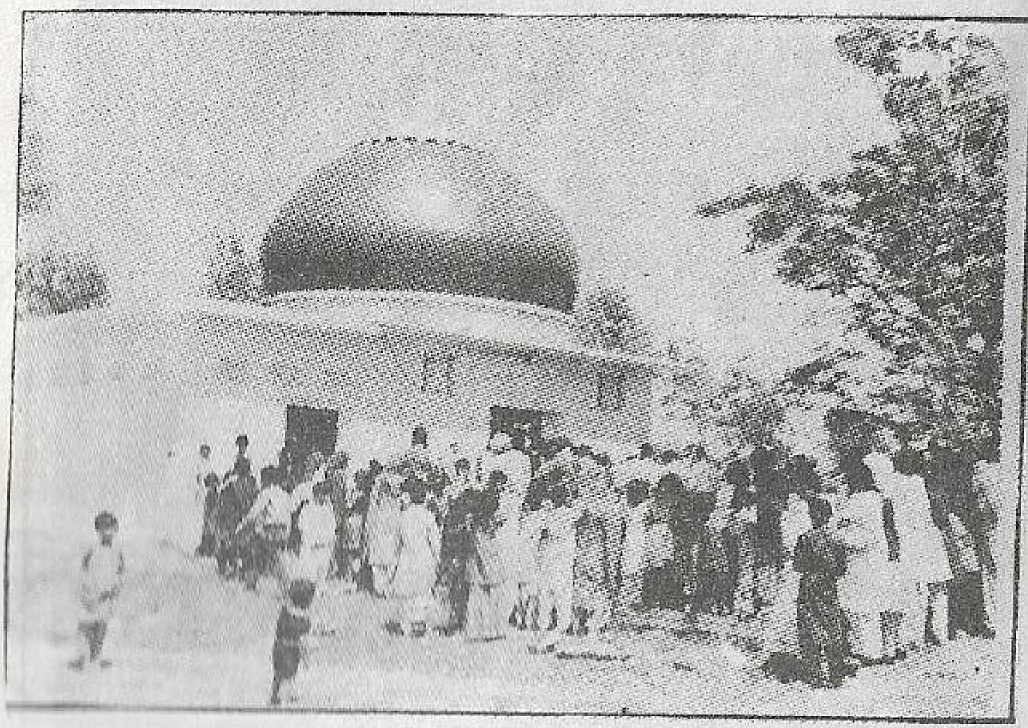
سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ ۱۱۲۵ بار

درود شریف ۱۰۰ بار

ختمِ خواجگان جو حضرت حاجی باباؒ کا روز کا معمول تھا۔



۹ حضرت بابا نوران شاہ کے عرس مبارک کے موقع پر حاضرین کی ایک تصویر



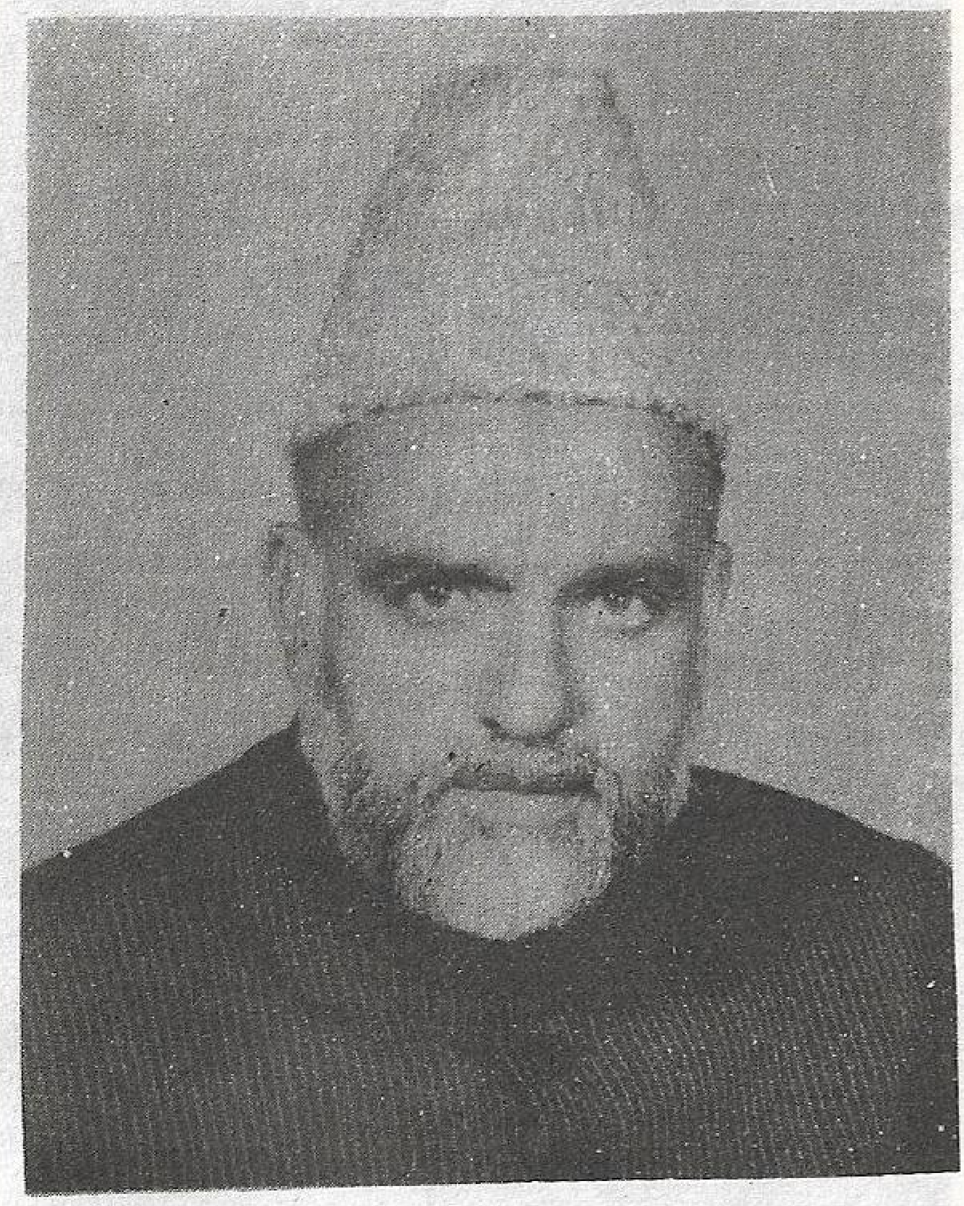
مزار بابا نوران شاہ پر عرس کے موقع پر لنگر تقسیم کیا جا رہا ہے



سجادہ نشین سید شوکت علی شاہ اپنے مریدوں کے ساتھ



پیرِ طریقت ، قطبِ دوراں ، حضرت میاں نظام الدین نظامی لاروی رح



مصنف سید حیدر شاہ غالبؔ